SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, 17th November, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at four of the clock in the evening, with Mr. Presiding Officer (Malik Muhammad Hayat) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا
يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

(سورۃ النور)

[ترجمہ: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بد کردار ہیں۔]

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, 17th November, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at four of the clock in the evening, with Mr. Presiding Officer (Malik Muhammad Hayat) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا
يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

(سورۃ النور)

[ترجمہ: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ
ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور
ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائدار کرے گا اور
خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے
ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے
لوگ بدکردار ہیں۔]

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر:
جناب عالم علی لالیکا صاحب نے خرابی صحت کی بناپر ایوان سے مورخہ 14 نومبر تا حالیہ مکمل اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سید عبداللہ شاہ صاحب نے ذاتی وجوہ کی بناپر مورخہ 17 نومبر تا 21 نومبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب عامر خان مگسی نے ذاتی مصروفیات کے باعث حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: راجہ محمد ظفرالحق نے انٹرنیشنل کشمیر کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن میں ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ 17 نومبر تا حالیہ مکمل اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سید غوث علی شاہ وزیر برائے دفاع نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کے باعث اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے 14 تا 17 نومبر ۱۹۹۱ء تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

میاں عبدالستار لالیکا وزیر برائے اطلاعات و نشریات نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں ہیں اس لئے وہ 17 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

سردار محمد یعقوب خان ناصر وزیر برائے ریاستیں و قبائلی علاقہ جات نے اطلاع دی ہے کہ وہ ناگزیر وجوہ کی بنا پر 17 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک وزیر برائے خوراک و زراعت نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں اس لئے 28 نومبر تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب انور سیف اللہ خان وزیر برائے ماحولیات و شہری امور نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری کام سے پشاور میں ہیں اس لئے 17 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب محمد صدیق کانجو وزیر مملکت برائے خارجہ امور' نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری کام سے اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے وہ 17 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پہلا موشن ہے جناب محمد طارق چوہدری پروفیسر خورشید احمد' اور حافظ حسین احمد صاحبان کا'

"On the alleged firing on Samjhota Express as a result of which three Pakistan nationals were injured in India".

تو چونکہ یہ انڈیا میں واقعہ ہوا ہے اور فارن منسٹر صاحب نہیں آئے اس لئے آپ چاہیں گے کہ اسے ڈیفر کیا جائے۔

جناب محمد طارق چوہدری: میرا خیال ہے جی میں اس کو پڑھ دیتا ہوں تاکہ یہ House کی property بن جائے اور بات اس پر اس وقت کریں گے جب وزیر خارجہ آ جائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: درست ہے پڑھ لیجئے۔

(i) *RE:* ALLEGED FIRING ON SAMJHOTA EXPRESS. INJURED PAKISTANI NATIONALS IN INDIA

جناب محمد طارق چوہدری : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان چلنے والی سمجھوتہ ایکسپریس پر فائرنگ کر کے تین پاکستانی مسافروں کو زخمی کر دیا گیا ہے۔ حملہ آور سکھوں کے بھیس میں تھے۔ حملے کے وقت ٹرین سرحد کے قریب سے گزر رہی تھی۔ کشمیر میں حریت پسندوں کی کارروائیوں سے گھبرا کر بھارتی حکومت نے پاکستان اور پاکستانیوں کے خلاف بزدلانہ کارروائیوں پر اتر آئی ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا فوری توجہ طلب مسئلہ ہے۔ جس پر اس ایوان میں بقیہ کارروائی روک کر فوری بحث کی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : درست ہے اس کو admit کر لیا ہے جب وہ آئیں گے تو بات کر لی جائے گی۔ دوسرے دو محرک ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے وہ نہیں پڑھ سکتے۔

اگلا Motion ہے حافظ حسین احمد صاحب کا .... موجود نہیں drop کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد Motion ہے

"On the alleged attack on two journalists of Karachi Mr. Kamran Khan and Miss Nafeesa Hoodbhoy".

اور Move کرنے والے ہیں پروفیسر خورشید احمد' سید عبداللہ شاہ' مسٹر طارق چوہدری' اخونزادہ بہرہ ور سعید' حافظ حسین احمد' سید اقبال حیدر' مسٹر منظور احمد گچکی' میر عبدالجبار اور سید فصیح اقبال۔

جناب محمد طارق چوہدری : بریگیڈیئر صاحب! Point of Order جناب یہ سارے علیحدہ علیحدہ موشن ہیں اور یہ جس ترتیب سے ہیں اسی ترتیب کے ساتھ محرکین کو حکم دیں وہ بولتے جائیں گے۔ جو ترتیب ہے اسی کے ساتھ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے پہلے طارق چوہدری صاحب اس کے بعد جو غیر حاضر ہیں ان کو چھوڑ کر سید اقبال حیدر صاحب ہیں اور منظور احمد گچکی صاحب' اس ترتیب سے پڑھیں۔

جناب منظور احمد خان گچکی: جی میں پڑھ دوں جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی پڑھیں۔

(ii) *RE*: ALLEGED ATTACK ON TWO JOURNALISTS OF KARACHI

جناب منظور احمد خان گچکی : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اخبارات پر روز بروز حملہ ایک معمول بن چکا ہے جو کہ آزادی صحافت اور جمہوری اقدامات کے بالکل خلاف ہے۔ نوائے وقت کراچی کے دفتر پر مورخہ یکم نومبر 1991ء کو ایک گروپ کی طرف سے حملہ ان اقدامات کی مکمل طور پر خلاف ورزی ہے اس ایوان کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ جناب طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ ہفت روزہ "تکبیر" کے ایڈیٹر صلاح الدین کے گھر سینکڑوں افراد نے حملہ کر کے ان کے گھر کو آگ لگادی جس سے گھر کا ایک حصہ جل کر راکھ ہو گیا۔ خوش قسمتی سے ایڈیٹر "تکبیر" اس وقت گھر پر موجود نہیں تھے۔ ایڈیٹر "تکبیر" کے گھر پر حملہ دراصل صحافت پر حملے کے مترادف ہے جس کا مقصد ایک مخصوص گروہ کی طرف سے انہیں اپنے نظریات سے باز رکھنے اور لکھنے کی آزادی سے محروم کرنے کی دانستہ کوشش ہے لہٰذا اس اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب سید اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider: Thank you Mr. Chairman. I beg to move that the usual business of the house be adjourned to discuss a matter of great public importance occurred recently and of urgent nature: It is reported in most of the national newspapers of last week :—

(a) That Mr. Kamran Khan, a senior journalist of the daily "The News", Karachi, who has been receiving threatening calls on account of the investigative reports published by him against the nefarious, immoral and illegal activities in the CIA centre Karachi was actually attacked and injured with a knife on or about 23rd September, outside his office in Karachi;

(b) That another vocal lady journalist of daily "Dawn", Karachi narrowly escaped a murderous attack near her house on or about 24th September;

(c) That the editor of Urdu weekly "Takbir", who has been receiving repeated threats and whose office was previously attacked and destroyed, his house in Karachi was set on fire on or about 1st October, 1991;

(d) That October issue of monthly 'Herald', carrying a cover story on the nefarious, immoral and illegal activities of the CIA Karachi, were illegally snatched, taken away and confiscated from all the book stalls in Karachi, reportedly by constables and officers of CIA Karachi, in plain clothes and the editor and journalists of the 'Herald' have been receiving all sorts of threats and intimidation for having published such a story against the CIA.

The aforesaid repeated incidents of violent attacks on the working journalists, offices and houses of the editor and illegal confiscation of the October issue of monthly 'Herald', in Karachi are blatant attacks on the freedom of press and violation of the freedom of press and violation of fundamental rights guaranteed under the Constitution. These incidents are a matter of grave concern and require immediate discussion in this House. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Akhunzada Behrawar Saeed.

جی move کریں بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ ہفت روزہ "تکبیر" کے ایڈیٹر صلاح الدین کے گھر سینکڑوں افراد نے حملہ کر کے ان کے گھر کو آگ لگا دی۔ جس سے گھر کا ایک حصہ جل کر راکھ ہو گیا۔ خوش قسمتی سے اصلاح الدین صاحب اس وقت گھر پر موجود نہیں تھے۔ ایڈیٹر "تکبیر" کے گھر پر حملہ دراصل صحافت پر حملے کے مترادف ہے جس کا مقصد ایک مخصوص گروپ کی طرف سے ان کے اپنے نظریات سے باز رکھنے اور لکھنے کی آزادی سے محروم کرنے کی دانستہ کوشش ہے لہٰذا اس اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جناب چونکہ منسٹر صاحب نہیں ہیں آج انہوں نے بیماری کی وجہ سے چھٹی لی ہے اس کو کل پر defer کرتے ہیں

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman please admit these motions because such motions cant't be opposed. I am sure.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ہاں اس کو کل پہ رکھتے ہیں۔

جناب منظور احمد خان گچکی: جناب والا! point of order اسی نوعیت کی میری ایک تحریک التواء ہے جو قومی اسمبلی کے سامنے اخبارات کے کارکنوں پر لاٹھی چارج کیا گیا تھالہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ایک ہی موضوع ہے اس لئے اس کو بھی اس کے ساتھ club کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ الگ مسئلہ ہے یہ تو صحافت کے اوپر حملہ ہے۔

جناب منظور احمد خان گچکی: صحافت پر ہی تو ہوا تھا صحافی پر نہیں ہوا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے پیش کر دیں وہ بھی discussion میں آجائے گا۔

جناب منظور احمد خان گچکی: ٹھیک ہے جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ بھی club ہو گیا' اگلا موشن سید عباس شاہ صاحب کا ہے وہ یہاں نہیں ہیں۔ اس کے بعد اشتیاق اظہر صاحب کا motion ہے۔ اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

(iii) *RE:* ALLEGED DETENTION OF SOME RAILWAY PASSENGERS AT RANIPUR RAILWAY STATION

Syed Ishtiaq Azhar: Sir, a news item has appeared in the daily "The Dawn" about the detention of some railway passengers at Ranipur Railway Station and a statement of this unfortunate accident also appeared in the daily "The News" dated October 14 & 15, 1991. As this occasion has occured on a railway station in a Federal Jurisdiction and is against the free movement of passengers from one place to another and as passengers have been unfortunately removed from the railway train, this amounts to a grave behaviour and illegal action.

Therefore, the normal proceedings of the House be stayed and this unfortunate accident may be discussed in detail by the Senate at the earliest possible occasion and as this unfortunate occasion has taken

place in the 2nd week of October, 1991, it is also a matter of recent occurrence and hence it is perfectly justified that the Senate should discuss it at the next session.

Mr. Muhammad Azam Khan Hoti: I Oppose Sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی فرمائیے۔

سید اشتیاق اظہر: میں نے جیسا کہ ابھی عرض کیا یہ واقعہ رانی پور ریلوے سٹیشن کا ہے اور سندھ میں اکثر و بیشتر اس نوبت کی کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ لوگوں پر حملے ہوتے ہیں ٹرینوں میں گھس کر لوٹا جاتا ہے اور یہ رانی پور کا واقعہ بھی اس لئے بڑا المناک ہے کہ اس میں مسافروں کو زبردستی سٹیشن سے اتارا گیا اور پولیس دیکھتی رہی۔ کسی نے مداخلت نہیں کی اور پھر ان کو لے جایا گیا اور ان کو ٹارچر کیا گیا یہ معاملہ نہایت ہی سنگین نوعیت کا ہے اگر ہمارا ریل کا سفر غیر محفوظ تھا روڈ کا سفر پہلے سے ہی غیر محفوظ ہے۔ تو یہ پاکستان کے مختلف صوبوں کے درمیان جو رابطے کا سب سے موثر ذریعہ ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس طرح مسافروں کو روکا جاتا رہا، لوٹا جاتا رہا پولیس کی موجودگی میں اتارا جاتا رہا ان کو torture کیا جاتا رہا تو اس سے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ پاکستان کی یکجہتی اور اتحاد پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

یہ انتہائی سنگین نوعیت کا واقعہ ہے اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور accidents کے بارے میں بھی پہلے اس موضوع پر بحث ہو چکی ہے تو یہ ایک alarming situation ایسی ہے کہ جس پر میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں غور ہونا چاہئے اس پر ارکان سینٹ کا اظہار خیال کا موقع ملنا چاہئے اور ایسی کوشش کی جانی چاہئیں کہ آئندہ اس قسم کی خطرناک صورتحال پیدا نہ ہونے پائے مسافروں کو جو نقل و حمل کی آزادی مہیا ہونی چاہئے جس کی آئین میں بھی guarantee موجود ہے "free movement", "free expression" تو یہ ایک free movement کو روکنے کا معاملہ بھی free expression سے بھی کسی طرح سے کم نہیں ہے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس سے پہلے اس قسم کے واقعات ہوئے ہیں اور ان پر چونکہ غور نہیں ہوا ہے کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔ اس لئے اب دہشت گردوں کی ہمت اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ ٹرینوں کو از خود روکتے ہیں ٹرینوں کی تلاشی لیتے ہیں، اپنی مرضی کے خلاف جن کو وہ سمجھتے ہیں کہ ٹرین میں سفر کر رہے

ہیں ان کو اتار دیتے ہیں ' ان کو زدوکوب کیا جاتا ہے ' ان کو torture کیا جاتا ہے۔ یہ صورتحال انتہائی خطرناک ہے ' یہ رجحان انتہائی خطرناک ہے اس سے پاکستان کے چاروں صوبوں کے درمیان نقل و حمل کی آزادی پر بھی اثر پڑرہا ہے مسافروں کی زندگی بھی خطرے میں ہے چوری کی وارداتوں سے بھی لوگوں میں خوف وہراس پیدا ہورہا ہے اور ان چیزوں سے ملک و ملت کی یکجہتی کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اس سے کسی طرح بھی کوئی بھی ذی ہوش آدمی انکار نہیں کرسکتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ جناب 'اعظم ہوتی صاحب۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی :جناب چیئرمین۔ یہ واقعہ جس کا ذکر معزز رکن کر رہے ہیں یہ واقعہ رانی پور سٹیشن پر ضرور ہوا لیکن جیسے انہوں نے فرمایا صحیح صورتحال یہ ہے کہ اس گاڑی میں چند ایک بنگلہ دیشی باشندے بغیر پاسپورٹ کے اور valid documents کے سفر کر رہے تھے اور طلباء کا ایک group جو اسی ٹرین میں سفر کر رہا تھا انہوں نے ان بنگلہ دیشی افراد کی نشاندہی کی ' غالباً طلباء نے بنگلہ دیشی افراد جو آپس میں بات کر رہے تھے 'اس سے اندازہ لگالیا ہو گا ' انہوں نے نشاندہی کی اور ریلوے پولیس نے رانی پور کے ریلوے سٹیشن پر ان چھ بنگلہ دیشی باشندوں کو گرفتار کیا جو کہ بغیر کسی پاسپورٹ اور "valid documents" کے سفر کر رہے تھے اور 13 تاریخ کو باقاعدہ FIR کاٹی گئی اور اس وقت وہ کیس چلان مکمل کر کے نوشیروفیروز کے مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ البتہ یہ واقعہ کہ لڑکوں کے گروپ نے اس دوران ان کو پولیس کے حوالے کر کے کچھ ہنگامہ کیا تھا ' ان کے خلاف بھی ریلوے پولیس نے باقاعدہ کارروائی کی اور ان کے خلاف FIR کاٹی اور چلان پیش کیا کل چھ بنگلہ دیشی باشندے تھے جو بغیر پاسپورٹ اور "valid documents" کے جارہے تھے۔ کسی ملکی باشندے کو نہ ٹرین سے اتارا گیا ہے نہ ہی اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ میں محترم سینیٹر صاحب سے استدعا کروں گا کہ اس پر زور نہ دیں کیوں کہ یہ پولیس کا فرض ہے اگر باہر کے باشندے ہوں اور ان کے پاس پاسپورٹ اور "valid documents" نہ ہوں تو قانونی اداروں کو حق پہنچتا ہے کہ ان کو روک کر ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

سید اشتیاق اظہر : جناب والا! اخبارات میں جو report چھپی ہے اس میں یہ ہے کہ پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اگر پولیس یہ کارروائی کرتی تو ظاہر ہے یہ مناسب تھا

لیکن یہ کارروائی طلباء کے ایک گروہ نے کی اور ان کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ از خود لوگوں کو پکڑ کر چیک کریں اور ان کو اتاریں۔ معاملہ اس لئے اٹھایا گیا تھا۔ اگر وزیر صاحب کا کہنا یہ ہے کہ طلباء نے یہ کارروائی نہیں کی پولیس نے خود ان لوگوں کو چیک کیا اور پکڑا ہے تو میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا لیکن اخبارات کی جو report ہے، جو میں نے اس میں پیش کی ہے، اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ طلباء نے زبردستی چیک کر کے ان لوگوں کو اتارا ہے اور اس سے پہلے بھی ریلوے سٹیشنوں پر جو واقعات ہوتے رہے ہیں اور وہاں لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے اور زبردستی اتارا جاتا رہا وہ بھی اسی نوعیت کا واقعہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو کہ جو قانون نافذ کرنے والے ادارے کا ملازم نہ ہو، اگر اس نے اس قسم کا کام کرنا شروع کیا اور پورے ملک میں لوگوں نے از خود قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ کیا یہ اقدام صحیح ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب یہ تو غیر قانونی طور پر داخل ہوئے تھے وزیر صاحب نے جو بتادیا وہ درست ہے اور اخبار کی جو خبر ہے اس سے وزیر صاحب کی اطلاع کو درست مانا جاتا ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب والا! میں نے جیسے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ FIR کا نمبر بھی میں بتاسکتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں وہ press نہیں کر رہے، شکریہ۔ آخری Motion نمبر 134 اقبال حیدر صاحب۔

> "On the alleged purchase of sub-standard insolators by WAPDA from an American firm and disposing of certain machinery at throw away prices, causing huge loss to the public exchequer"

(iv) *RE:* ALLEGED PURCHASE OF SUB-STANDARD INSOLATORS BY WAPDA FROM AN AMERICA FIRM

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین۔ میں مشکور ہوں کہ آپ نے خود ہی پڑھ دیا ہے کہ یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے کہ واپڈا میں، ابھی تو میں نے ایک ہی مثال دی ہے sub-standard insolators

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ motion پیش کریں۔

سید اقبال حیدر: اچھا جی۔

Mr. Chairman, I beg to move that the ordinary business of the House be adjourned to discuss a matter of general public importance occurred recently and is of urgent nature namely:—

> "The national exchequer has been deprived of Rs. 80 million due to WAPDA's negligence. According to news published in daily "Pakistan" Lahore dated 5th October, 1991, WAPDA purchased"........
> sub-standard insolators from an American firm and disposed of certain machinery on the cost less than the purchased which deprived the national exchequer from lacs of rupees. It has created doubts in the minds of the public against the credibility of WAPDA and the Government as well. It is a serious national issue and needs a detailed discussion in the House forthwith."

Mr. Presiding Officer: Is it being opposed?

Jam Muhammad Yousuf: Opposed.

Syed Iqbal Haider: It is surprising for me to find that the Minister is not very keen about improving the performance of WAPDA because whatever I have narrated...............

Mr. Presiding Officer: No comments on the Minister, please.

Syed Iqbal Haider: Or the Government, Sorry. My honourable Minister, I respect but the Government does not appear to be very keen because this is not the only issue. For technical reasons, I had just to state for the purpose of this adjournment motion, this example of insolators which were defective.

Sir, before that there have been numerous instances that defective metres were purchased, that defective transmitters were purchased and defective other heavy engineering equipments and machineries have become a matter of routine, as much as routine as the railway accidents in the Ministry of Railways. Same is the situation in WAPDA and this is causing not only a colossal loss to the government but also problems for the people that they do not get electricity properly; that there are breakdown; that there are shed-downs; there are all sorts of problems which are created on account of defective machinery or sub-standard machinery and equipments which is only to

patternise or favour to some, a few individuals inside WAPDA and outside WAPDA. Sir, this is a matter of very grave concern because if this thing is not checked, if these mal-practices and corruptions are not checked effectively, then we will be responsible for promoting corruption inefficiency and misdeeds in the government organizaitons. We must check them to keep the government on the one hand, I must emphasise the government policy which has been much evoked and proclaimed proudly that the government is determined to curb the corruption. These slogans, these jorgans, we keep reading, in fact it was in the day before yesterday's newspaper headlines—the Government is determined to curb corruption. But when we cite the examples which are irrefutable examples of corruption. They do not take notice of it, which gives me the impression that perhaps those press statements were to the extent of press statements and in fact, government is determined to promote corruption. Thank you, Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب وزیر صاحب۔

جام محمد یوسف: میں اس بنیاد پر اسے appose کرنا چاہتا ہوں کہ جو الزام عائد ہوئے ہیں میں ان کا ہی جواب دوں گا لیکن میں یہ وضاحت سے کہوں گا کہ یہ عوام کی حکومت ہے اور عوام کے ہر national مسئلے پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ جہاں تک انہوں نے insolators کی بات کی کہ وہ defective تھے وہ واقعی defective پائے گئے۔ investigation ہوئی اور insolators, Manufacturers کے جو ڈیزائین تھے وہ صحیح نہیں تھے واپڈا نے تندہی کے ساتھ insolators کے ان manufacturers کو زور دیا کہ یہ دوبارہ لگائے جائیں جو چار ہزار defective insolators پائے گئے تھے وہ agree بھی ہو گئے اور دوبارہ replace بھی ہوئے اور یہ insolators میں ہیں 123 KV لائن requiring high pollutions resistance ہے۔ واپڈا والوں نے ایک جانب سے اس خبر کی وضاحت بھی کی کہ وہ صحیح ہو چکے ہیں اور under workable condition ہیں۔

Syed Iqbal Haider: What is the time period that required for the WAPDA:

(i) to investigate the defect?
(ii) to make the necessary correction?

Will the Minister be kind enough to expalin—

(1) the time lost in this exercise?

(2) what action has been taken against the concerned engineers who had, in the first place, approved the same machinery?

(3) have the Manufacturers been blacklisted?

جام محمد یوسف: یہ Internaitonal Banking Loan کے تحت competing bidding ہوا کرتی ہیں اور یہ NESPAK کے تحت ہی 'Hazarak' ایک فرم ہے اور اس کی recommendation کے تحت باہر کی lowest bidding ہوتی ہے انہیں دیا کرتے ہیں اور international agency اسے approve کرتی ہے World Bank کے تحت اور ان کی subsequently approval کر کے پھر بنک کے تحت واپڈا کی نگرانی میں contract place کیا جاتا ہے اور open tender ہوتے ہیں یہ حقیقت تو نہیں ہے لیکن insolators test کیئے تھے اور shipment بھی ہوئے تھے انہیں ہر طریقے سے test کیا گیا تھا لیکن تین چار ماہ کے بعد اس میں کچھ failure پایا گیا اور جب investigations carried ہوئیں تو پتہ چلا کہ وہ ڈیزائن premature اور old تھے اور دوبارہ جب انہیں نارمل ٹیسٹ پر لائے تو وہ مثبت طریقے سے کام نہیں کر رہے تھے ان کے جو manufacturers تھے ہم نے انہیں free cost پر دوبارہ کہا کہ اگر آپ لوگ یہ دوبارہ replace کر دیں اور نئے insolators لگائے جائیں۔

Syed Iqbal Haider: This was not my question. I appreciate the details that the honourable Minister has given to save time. I will only say was the Chairman charge-sheeted? or the Chairman of WAPDA was charge-sheeted? or anyother person who was responsible for accepting this defective consignment who said that these defective consignments were in fact in order? Either the Chairman of the WAPDA or the Directors or the responsible engineers who were concerned with that have they been charge-sheeted or removed or condemned and has any damage been recovered from the suppliers or the suppliers have been black-listed and what is the loss that we have suffered?

جام محمد یوسف : جناب والا! میں صرف یہ کہوں گا کہ یہ 1979 سے 1981 تک کا دوران تھا یہ خود بھی اس حکومت میں تھے اگر عوام کا اتنا خیال تھا تو انہیں چاہئے تھا کہ وہ قومی اسمبلی میں یا سینٹ میں اس مسئلے کو لاتے لیکن میں ditinguished Senator کو اپنی طرف سے وضاحت سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اسے oppose نہ کریں تو میں اس سلسلے میں جلد سے جلد ایک Inquiry Team مقرر کروں گا وہ خود بھی اس میں شامل ہوں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں کیونکہ national loss کو ہم کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔

Syed Iqbal Haider: Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : منسٹر صاحب نے explain کر دیا ہے۔

Syed Iqbal Haider: I accept the explanation. I think, if proper inquiry takes place and if the Minister desires we will be willing to offer our services.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ press نہیں کرتے۔

سید اقبال حیدر : نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ٹائم بھی ختم ہو گیا اس کے بعد item 3، 4، 5 کے sponsors یہاں موجود نہیں ہیں۔ item سات اور آٹھ میں ہے Bill to introduce ۔ سید اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider: Thank you, Mr. Chairman.

As regards this Bill I may make a humble request that it may be deferred in view of the fact that the government has itself moved a similar Bill on the same issue *i.e.* abolition of the bonded labour system. Government has moved this Bill last week and it has been referred to the Committee. If it is the same Bill or if this Bill may be referred to the Committee or it may be deferred, as you may deem fit.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میں یہ تجویز کروں گا کہ آپ اس کمیٹی میں شامل ہو جائیں۔

سید اقبال حیدر: وہ میں نے request کی تھی لیکن پتہ نہیں ہمارے منسٹر صاحب کی شاید کوئی reservation تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کو بلا رہے ہیں۔

Syed Iqbal Haider: Right, Sir, till then, I defer it. Thank you.

MOTION UNDER RULE 194 REGARDING LAW AND ORDER SITUATION IN THE COUNTRY

Mr. Presiding Officer: Accepted. Item No. 12, Mr. Muhammad Tariq Chaudhry, to move that the House may discuss the deteriorating law and order situation in the country.

Item No. 10 has been dropped because

عبداللہ شاہ صاحب موجود نہیں ہیں، اس لئے اسے defer کرتے ہیں.جی طارق چوہدری صاحب،

جناب محمد طارق چوہدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ، جناب چیئرمین، آپ کی وساطت سے میں وزیر داخلہ سے درخواست کرتا ہوں کہ امن وامان کی یہ صورت حال ایک بڑا تفصیلی مضمون ہے۔ اس پر اس ایوان کے تقریباً سب ہی لوگ بات کرنا چاہیں گے اور بڑی تفصیل سے بات کرنا چاہیں گے۔ تو لہٰذا میری یہ درخواست ہوگی کہ اگلے تین چار روز، یا جتنے بھی روز اس ایوان کو چلایا جاتا ہے، اس موضوع کو جاری رکھا جائے، اور اس پر بحث کی جاتی رہے تاکہ یہ موضوع تفصیل سے زیر بحث آ جائے۔

Mr. Presiding Officer: Is it being opposed?

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! جو motion چوہدری صاحب نے under rule 194 پیش کیا ہے، اس پر آج ہی وہ جو کچھ کہنا چاہیں، کہہ لیں میں اس کا جواب بھی آج ہی دے دوں تو یہ زیادہ مناسب رہے گا کیونکہ اگر تین چار روز بحث کرنا ہے تو اس motion کا باقاعدہ Agenda پر آنا ضروری ہے تبھی ان دنوں میں صرف اسی motion پر ہی بحث کی جاسکتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جو حضرات اس پر بولنا چاہتے ہیں وہ اپنے اپنے نام لکھوا دیں۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین' میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتاہوں کہ قومی معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ جن پر technicalities پر نہیں جایا جاتااور نہیں جانا چاہئے۔ دیکھیں۔ ہم حکومت کی پارٹی کے memberہیں اور ہماری اپنی حکومت ہے۔ میں اس کو move کر رہاہوں۔ اگر ہم technicalities میں جائیں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم ہرروز rules suspend کریں گے ہرروز اس پر بحث کریں گے۔ اور یہ ایک ناخوشگوار صورت حال ہے۔ اسی سے بچنے کے لئے میں نے وزیر صاحب سے درخواست کی' حالانکہ یہ درخواست کرنے کی محتاج نہیں ہے اس کے باوجود میں نے یہ چاہا کہ افہام و تفہیم کے ساتھ اس پر طویل بحث ہوتی رہے' جو کہ تین' چار' چھ دن بھی ہو سکتی ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اگر یہ بات کافی دنوں تک چلتی رہی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: انہوں نے تو کہاہے کہ آپ بحث شروع کریں۔

چوہدری شجاعت حسین: چوہدری صاحب' آپ شروع کریں اور بات کریں۔ آپ کو کسی نے روکا ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین! امن و امان ہمارا سب سے اہم دہکتا ہوا اور گھمبیر سلگتا ہوا مسئلہ ہے اور یہ مسئلہ نہ صرف برسوں سے کئی حکومتوں کی سیاسی زندگیوں کو کھا گیا ہے بلکہ اس مسئلے نے پاکستان کے لئے شدید معاشی' اقتصادی سیاسی کئی طرح کے گھمبیر مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ امن و امان کا مسئلہ بہت سادہ نہیں رہا ہے۔ یہ بڑا گنجلک ہے' تہ درتہ ہے' اس کے کئی رخ ہیں' جن پر تفصیلاً بحث بھی ہونی چاہئے اور اس کے تدارک کے لئے عملی اقدامات بھی اٹھنے چاہئیں۔

جناب چیئرمین' کچھ ہی برس پہلے پاکستان نہ صرف اس خطہ کا' بلکہ دنیابھر میں ایک بڑا ہی پر امن ملک تھا اور اس خطہ کو بہت سے لوگ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے۔ محترم چیئرمین صاحب' ہمارے قریبی ہمسائے' India اپنے مسائل میں پھنسا ہوا تھا' افغانستان روسی aggression کا شکار تھا' چین' آبادی کے دباؤ کا شکار اور غذا کی قلت کا شکار تھا۔ انڈونیشیا' Communists اور مسلمانوں کی آپس کی جنگ کا شکار تھا' تو وہاں سے آپ

شروع کریں تو ایران ' شاہ پسندوں اور اس کے مخالفوں کا شکار تھا ' ترکی Communists and rightists انتہا پسندوں کا شکار تھا۔ امریکہ اور روس دونوں سرد جنگ کا شکار۔ Europe روس کی دہشت کا شکار مشرقی اور مغربی Europe میں تقسیم ' تو اس طرح آپ دیکھیں تو دنیا بہت ہی بڑے بحران میں مبتلا تھی اور ایسے وقت میں پاکستان بالکل ٹھیک ٹھاک اور ایک پر امن ملک تھا۔ باوجود ایک ترقی پذیر ملک ہونے کے یہ پر امن تھا۔ اور سکون اور امن کی زندگی بسر کرتا تھا۔

بقول میر

یہ شہر دہلی تو تھا چمن
ولے سب طرح کا تھا امن

وہ خطاب جو اس کا مٹ گیا
فقط اب ایک حجرہ رہ گیا

فقط اب ایک حجرہ تیار ہے۔ اور پاکستان ' جس کو پوری دنیا رشک کی نظر سے دیکھتی تھی اور ایسے ہی حالات اپنے ہاں رکھنا چاہتی تھی ' اس کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ

نہ ہوئے میر کہ دلی اجڑا ' میر بھی اجڑے

تو جب وہ مشرق میں پہنچے تو انہوں نے کہا

کہ کیا بود و باش پوچھو ہو ' پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کر ' ہنس ہنس پکار کے

دلی جو ایک شہر تھا عالم انتخاب میں
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

اور جناب ہم اس ملک میں رہتے تھے۔ جہاں ہر طرح کا امن تھا ' اور اب میں اور آپ اس اجڑے دیار کے باسی ہیں جہاں ہر طرف دہشت ہے۔ غنڈہ گردی ہے ' بے سکونی ہے '

بے اطمینانی ہے ' اور ہر چہرے پر خوف ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ جب وہ اس ایوان سے نکلے گا تو کیا اپنے گھر تک پہنچ پائے گا یا نہیں پہنچ پائے گا۔

پچھلے دنوں میں ایک کالم پڑھ رہا تھا تو کراچی کے حوالے سے کسی شاعر کا ایک شعر اس نے لکھا کہ ' بھاگتے کتے نے اپنے ساتھی کتے سے کہا ' " بھاگ ورنہ آدمی کی موت مارا جائے گا " ۔ جناب یہ حالت ہے ' یہ عالم ہے ' ہمارے ملک میں امن وامان کا۔ کہ اب وہ بھی پناہ مانگنے لگے ہیں جن کی موت کی مثالیں دی جاتی تھیں۔

جناب چیئرمین ! یہ مسئلہ ایسا ہے جس کے بہت سے رخ ہیں اور اس کے ذمہ داروں کا تعین کرنا بھی کافی سنگین معاملہ ہے ' کافی مشکل ہے۔ یہاں پر problem کیا ہیں سیاسی جماعتوں کا آپس میں ٹکراؤ ' امن وامان کی خرابی کا باعث ہے مذہبی جماعتوں کی انتہاپسندی امن وامان کی خرابی کا باعث ہیں لسانی تنظیموں کا وجود امن وامان میں خرابی کا باعث ہیں۔ معاشی صورتحال امن وامان میں خرابی کا باعث ہیں۔ بے روزگاری ' مسئلہ افغانستان ' اور کشمیر کی صورتحال بھی ہمارے اندرونی امن وامان کی خرابی کا باعث ہیں India کے اندرونی حالات ہمارے امن وامان کی خرابی کا باعث ہیں۔ امریکہ کا جارہانہ رویہ ہمارے ہاں اثرانداز ہو رہا ہے اور یہودیوں کی سازشیں ہمارے ہاں اثرانداز ہو رہی ہیں۔ حکومت کی کم ہمتی ' ہمارے اوپر اثرانداز ہو رہی ہے۔ حکمرانوں کی ناتجربہ کاری ہمارے امن وامان پہ اثرانداز ہو رہی ہے۔ اس طرح یہ جتنے رخ ہیں اور یہ سارے رخ ایسے ہیں جن پر بحث کی جانی چاہئے جن کا تفصیل سے جائزہ لیا جانا چاہئے۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارا عدالتی نظام غلط ہے۔ ہماری انتظامیہ بے بس ہے اور کمزور ہے۔ اور ہمارا با اثر آدمی خواہ صنعتکار ہو ' زمیندار ہو یا سیاستدان ہو وہ مجرموں کا پشت پناہ ہے اور بقول شیخ سعدی کے ' کہ یہاں پر پتھر بندھے ہوئے ہیں اور کتوں کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے تو اس Law and Order کے کتنے رخ ہیں کہ جب اس پر ہم بحث کریں گے ' غور کریں گے ' جب سنجیدگی کو apply کریں گے تو پھر کوئی اس مسئلے کا حل نکلے گا

جناب چیئرمین ! سب سے پہلے امن وامان میں مسئلہ یہ ہے کہ ہر فرد کی جان ' مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے وہ حکومت جس کی بھی ہو ' جو بھی اس کا سربراہ ہو ' وہ ہر آدمی کی جان کی حفاظت کرنے کا ذمہ دار ہے ' میرے دوست راجہ ظفرالحق صاحب مجھے بتا

رہے تھے کہ اگر آپ مصر میں حکومت سے اسلحہ مانگنے جائیں اسلحہ کا Licence مانگنے جائیں تو وہ اس کو کہتے ہیں کہ تمہیں Licence کیوں چاہئے اگر وہ کہے کہ ذاتی حفاظت کے لئے ' تو وہ چڑ جاتے ہیں ناراض ہوتے ہیں کہ تمہیں حکومت پہ اعتماد نہیں ہے کہ حکومت تمہاری حفاظت کرے گی۔ وہاں صرف شارٹ گن کا Licence دیا جاسکتا ہے صرف شکار کے لئے ' وہ کہتے ہیں کے ہم ذمہ دار ہیں تمہاری جان کی حفاظت کے ' تم ہمارے اوپر اعتماد نہیں کرتے ' جناب ماڈرن states صرف بنی ہی اس لئے تھیں کہ انسانوں کی اجتماعی حفاظت کی جائے۔ اس کی دوسری کوئی ذمہ داری نہیں ہے اس کی اولین ترجیح صرف اور صرف یہ ہے کہ لوگوں کی جان کی حفاظت کی جائے اور ان کو امن اور سکون فراہم کیا جائے۔ اور ہر حکومت کو جو اس کا دعویٰ لے کر اٹھتی ہے اور جس کو لوگ منتخب کرتے ہیں ' اس کو ایک مناسب وقت..................

راجہ محمد افضل خان: Point of Order جناب! طارق چوہدری صاحب جو فرما رہے تھے کہ مصر میں حکومت کا دعویٰ یہ ہے دعوے تو ساری حکومتیں اور ملک ایسے ہی کرتی ہیں۔ مصر میں مصر کا صدر حسنی مبارک بھی مارا گیا اس کی جان کی حفاظت نہیں ہوئی ہے تو یہ دعوے تو سارے کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ Point of Order نہیں ہے۔ جی طارق صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری : اللہ کا شکر ہے کہ حسنی مبارک ابھی زندہ ہیں۔ بہرحال میں نے دوسرے ملکوں کی مثال دی۔ اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرے۔ اور جو حکومت جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتی اسے اپنی عوام کے سامنے جا کر اعتراف کرنا چاہئے اور ہاتھ جوڑ کر یہ درخواست کرنی چاہئے کہ جناب ہم یہ بھاری ذمہ داری ادا نہیں کر سکتے ہم سے یہ ذمہ داری ادا نہیں ہو سکتی۔ ہم کمزور ' ناتواں یا اس کے اہل نہیں ہیں لہٰذا ہماری جان بخشی کی جائے اور کسی دوسرے آدمی کو اس کا موقع دیا جائے جو اس بات کو ' ذمہ داری کو قبول کرنے کا اہل ہو۔ اور اس کو قبول کرے۔

جناب چیئرمین! حکمرانوں کی ذمہ داری اور انتظامیہ کی efficiency ' دو

چیزیں سب سے پہلے امن و امان کے قیام کے لئے ضروری ہیں لیکن ہمارا رویہ قطعاً ذمہ دارانہ نہیں ہے اور انتظامیہ efficient نہیں۔ پہلے تو یہ دو مسئلے ہیں۔ ہماری انتظامیہ تشکیل دی گئی تھی سادہ امن و امان سے نمٹنے کے لئے، کہ امن و امان کے روزمرہ سے نمٹنے کے لئے۔ لیکن اس وقت ہم جس threat کو face کر رہے ہیں اس میں ہمارے اپنے ہاں جرائم میں اضافہ بھی ایک مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس میں غیر ملکی..................

(اس مرحلہ پر آذان مغرب شروع ہو گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آذان ہو گئی ہے۔ نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ دیا جاتا ہے 20 منٹ بعد ساڑھے پانچ بجے پھر ملیں گے۔

(اجلاس کو نماز مغرب کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

(The House again reassembled after prayers)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب طارق چوہدری صاحب۔ (نہیں ہیں)

(تین منٹ انتظار کے بعد)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طارق صاحب، آ گئے ہیں۔ جی طارق صاحب،

جناب محمد طارق چوہدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین، میں ذکر کر رہا تھا پاکستان میں امن و امان کے مسئلے کا۔ اس کے کئی رخ ہیں، کئی وجوہات ہیں جس میں سیاسی جماعتوں کا بنیادی role ہے، مذہبی جماعتوں کا تصادم، طلباء کی تنظیموں، لسانی جماعتیں، حکومتی ذمہ داریاں، آئینی ابہام، اختیارات کی تقسیم، ناقص پولیس غیر موثر حکومتیں، حکمرانوں کی غیر ذمہ داریاں، خفیہ ایجنسیاں، قاتل، ڈاکو، لٹیرے، ان کی حفاظت کرتے ہوئے موثر لوگ، وکلاء، عدلیہ، انتظامیہ، پھر اس کی الگ الگ جگہیں ہیں مثلاً پنجاب میں اور مسئلہ ہے سرحد میں اور طرح کا امن و امان کا problem ہے بلوچستان میں تھوڑا سا مختلف ہے۔ اور سندھ میں تو امن و امان کہیں ہے کہیں نہیں ہے۔ پھر صحافی اور صحافت بھی ہے پھر اپنے بنیادی نظریات سے انحراف بھی ہے پھر بھارت، اسرائیل، امریکہ ان کی سازشیں بھی ہیں کشمیر اور افغانستان کے مسائل بھی ہیں۔ بیروز گاری بھی ہے اور انصاف کے حصول میں

مشکلات بھی ہیں ،تعلیم کی کمی بھی ہے اور موجودہ پولیس اور انتظامیہ کے مسائل بھی ہیں۔ ان کی تربیت کا مسئلہ بھی ہے ان کی تنخواہوں کا مسئلہ بھی ہے۔ ان کے بعض وسائل کا مسئلہ بھی ہے ہتھیاروں کی عام سپلائی کا بھی مسئلہ ہے جو آسانی سے دستیاب ہے۔ پھر ڈرگ مافیا کا بھی مسئلہ ہے جس نے یہاں پر پوری متوازی معیشت بنا دی ہے اور یہ سارے رخ ہیں امن وامان کے مسئلے کے ،اور پھر ہر مسئلہ ایک دوسرے کے اندر اس طرح پیوست ہے کہ اس کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً سب سے حساس اور سب سے مشکل جو مسئلہ اس وقت درپیش ہے وہ ہے مذہبی جماعتوں کا تصادم۔

جناب چیئرمین! آپ جانتے ہیں کہ پاکستان نظریاتی ملک ہے اور اس کے نظریات کے سبب اس کی مخالفت کرتا ہے بھارت کا ہندو ، اس کے نظریات کی وجہ سے اس کا مخالف ہے۔ یہودی ، عیسائی ، اور وہ نظریات کیا ہیں۔ وہ ہیں اسلامی نظریات ،لیکن سادگی ہے ہمارے مذہبی دوستوں کی ،ہم مذہبی لوگوں کی سادگی ہے کہ ہم آپس میں الجھے ہوئے ہیں آپس میں متصادم ہیں شیعہ ، سنی ، بریلوی ، دیوبندی اور ہم نے ایسی روش اختیار کرلی ہے۔ اتنی انتہاپسندی اختیار کرلی ہے۔ ایک طرف ہے امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن فرض کریں ، اور دوسری طرف ہے انجمن سپاہ صحابہ ،یعنی اب ان صحابیوں کو ، ہمارے عظیم صحابیوں کو نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز دوستوں کو ، اس طرح کی سپاہ کی ضرورت ہے اور امام کو اس طرح کی طلباء کی ضرورت ہے جو اپنے ملک کی حکومت کو ، جو اپنے اسلامی ملک کو ، جو نظریات کی بنیاد پہ وجود میں آیا۔ پتہ نہیں ، کس کس کے غیر محسوس اشارے پر ، کس کس کے سرمائے سے اور کس کس کے بہکاوے میں آکر آپس میں کس طرح لڑ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ جھنگ میں ایک ممتاز عالم دین شہید کر دیئے گئے۔ اور یہ کون سا موقع تھا ذرا آپ تصور کریں کہ پاکستان ایک ایسی situation میں گھیرا ہوا تھا کہ India کی فوج ہماری سرحدوں کے قریب ، تصادم قریب نظر آتا ہے اور کشمیر کا مسئلہ پورے زوروں پر اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک پاکستان کی حمایت ومدد نہیں کرتا۔ ایسے وقت میں بھارتی وزیر خارجہ ایران جانے والے ہیں اور ایران کی حکومت کہتی ہے کہ جی ہم معذور ہیں۔ بھارت والوں سے کہتے ہیں کہ ہم معذور ہیں آپ کے وزیر خارجہ کی مہمان نوازی نہیں کرسکتے جب تک کہ آپ کشمیر میں ظلم وتشدد بند نہیں

کرتے اور وہاں کے مسلمانوں کی حفاظت نہیں کرتے۔ ہم آپ کے وزیر خارجہ کو یہاں Welcome نہیں کہتے۔ پھر پاکستان کا وفد جاتا ہے اس کو ایران میں Welcome کہا جاتا ہے ایران کے حکمران ان سے کہتے ہیں یہ ہمارے اڑھائی ہزار ٹینک ہیں۔ یہ ناکارہ کھڑے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے پیسے سے اپنی ری بلڈ فیکٹری کو توسیع دیں۔ ان کو وہاں مرمت کریں اور جو آپ کو چاہئیں آپ رکھیں اور اگر خدانخواستہ آپ پر آفت آ جاتی ہے اور جنگ مسلط ہو جاتی ہے تو ہم آپ کو جنگ میں جتنا تیل چاہئے ہو گا ہم مفت دیں گے۔ کشمیر میں آپ کی مشکل ہے۔ آپ کے لئے problem ہے۔ جو مجاہدین وہاں پہ جنگ کر رہے ہیں آپ ان کی مدد نہیں کر سکتے۔ ہم ان کی مدد فراہم کریں گے۔ یعنی ایک ہی، مسلمانوں میں، ایسا ملک ہے جو پوری طاقت کے ساتھ آپ کی پشت پہ آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور ایسے وقت میں ممتاز عالم دین کو شہید کر دیا جاتا ہے اور پورے ملک میں ایک ہی گونج سنائی دیتی ہے کہ کافر کافر شیعہ کافر، یہ میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ یعنی ایسے موقع پہ اور پھر اس کے جواب میں دوسری طرف حملہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے ایران کے ایک قونصلر کو شہید کر دیا ہے۔ اس کارد عمل دوسری طرف ہوتا ہے۔ ہم اس طرح کی مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ایک ہی ملک ہے جو آپ کی پشت پہ آیا۔ آپ نے اس کے قائد کے خلاف بھی نعرے لگائے اور یہ سب کچھ بھی ہوا۔ یقینی طور پہ وہ کسی مذہبی جماعت نے نہیں کیا اور یقینی طور پہ پہلا قتل بھی کسی مذہبی جماعت نے نہیں کیا۔ لیکن وہ طلباء کی تنظیمیں اور وہ مدرسوں کے نوجوان، انہوں نے ملک میں وہ اودھم مچایا ہے کہ ان کا مچایا ہوا اودھم، ان کی خراب کی ہوئی صورتحال، ہماری پولیس کے control میں نہیں ہے۔ اس طرح بالواسطہ یا بلاواسطہ مذہبی جماعتوں کی انتہاپسندی خود ان کے اپنے cause کو نقصان پہنچا رہی ہے اور وہ اپنے اندر اس طرح کی انتہاپسندی کو check کرنے کے لئے کوئی نظام نہیں رکھتی۔ پھر آئیے جناب! ہماری سیاسی جماعتیں، سیاسی جماعتوں کے اندر polarization ہے۔ سیاسی جماعتوں کے اندر کوئی استحکام نہیں ہے۔ سیاسی جماعتیں اپنے آپ کو organise اور منظّم نہیں کرتی ہیں سیاسی جماعتیں اپنی حقیقی رکن سازی نہیں کرتی ہیں اور نہ ہی صحیح membership کرتی ہیں۔ سیاسی جماعتیں اپنے اندر انتخابات کر کے، اپنے نظام کو مستحکم نہیں کرتیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اس کے کہ سیاستدان اپنی سیاسی جماعت کا

محتاج ہو' سیاسی جماعت کسی وڈیرے اور سرمایہ دار کی محتاج بن جاتی ہے۔ وہ سرمایہ دار اور وہ صنعتکار اور وہ Mafia کا آدمی 'جس کی جیب میں 50 لاکھ سے لیکر تین کروڑ روپیہ ہو پھر سیاسی جماعت کو ایسا لیڈر درکار ہوتا ہے جو اپنی جیب سے پیسہ خرچ کرے۔ جو نظریات اور پارٹی کے سہارے انتخاب لڑنے کے بجائے اپنی انفرادیت کے سہارے سے انتخاب لڑ کر آئے اور آکر ان کی مجبوری بن جائے۔ پھر سیاسی جماعتیں ان بلیک میلر و ں کے ہاتھ میں پھنس جاتی ہیں۔ اور پوری کی پوری حکومت بلیک میلر و ں کے ہاتھ میں پھنس کر پوری یرغمال بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ غنڈہ عناصر' وہ سمگلر' وہ غیر قانونی تجارت کرنے والے' وہ رسہ گیروہ سارے کے سارے' پھر حکومت کا سہارا لیتے ہیں۔ حکومت ان کا سہارا بنتی ہے اور وہ حکومت کا سہارا بنتے ہیں۔ اس طرح بجائے اس کے کہ کوئی امن قائم ہو دراصل امن کو جن لوگوں سے خطرہ ہے وہی لوگ پھر یہاں کی سیاست کے منتظم بن جاتے ہیں اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ۔

"حسین شہر کو مقتل بنادیا کس نے
سنا ہے اہل سیاست کی مہربانی ہے"

تو یہ سیاسی جماعتیں جو ہیں۔ یہ فوجی نے کہا ہے کاش ہم اپنے گریباں میں جھا نکتے! کاش ہم دیکھیں کہ کوئی فوجی جب سیاسی جماعتوں کی حکومت ہوتی ہے اور کوئی فوجی مشتعل ہو کر ہندوستان میں پناہ نہیں لیتا' اور کوئی فوجی مشتعل ہو کر افغانستان میں تربیت حاصل نہیں کرتا' کوئی فوجی مشتعل ہو کر شام نہیں جاتا' اور کوئی فوجی مشتعل ہو کر روس سے امداد حاصل نہیں کرتا' وہ پاکستان میں بیٹھا رہتا ہے۔ آپ یہ بھی سوچیں یہ آپ کی مہربانی ہے' سیاستدانوں کی مہربانی ہے۔ آپ یہاں سے بھرتی کر کے تخریب کار لے جاتے ہیں۔ آپ بھرتی کر کے تو ہندوستان کے سپرد کرتے ہیں کہ لیجئے۔ ان کی brain washing کیجئے اور پاکستان میں تخریب کار بنا کر بھیجئے اپنا گریبان بھی کھلا رکھئے' اپنے گریبان کو بھی check کیجئے' پھر بات بنے گی۔ سب پہلے اپنے گھر سے کام شروع کریں اپنی طرف سے کام شروع کریں تو جناب۔ میں ذکر سیاسی جماعتوں کا کر رہا تھا تو اس طرح سیاسی جماعتوں کا عدم استحکام اور غیر ذمہ داری بھی امن و امان کے نہ ہونے کا بہت بڑا سبب ہے اور پھر ان کا آپس کا تصادم پھر ان کی جو understanding نہیں ہے ہمارا بنیادی پالیسیوں پر

آپس میں اتفاق نہیں ہے تو اس طرح مذہبی جماعتوں کے بعد دوسرا سبب سیاسی جماعتیں اور ان کے اندر مناسب تنظیم کا نہ ہونا ہے۔ اور میں ایک اور بات کا ذکر کرتا چلوں کہ ہم بہت روتے ہیں کہ آئے دن یہاں فوجی حکومتیں آ جاتی ہیں۔ فوجی حکومتوں کا راستہ اس وقت تک کوئی نہیں روک سکتا جب تک سیاسی جماعتیں اپنے آپ کو اتنا مستحکم نہیں کر لیتیں کہ ان کے کارکنوں کی تعداد' ہر سیاسی پارٹی کے کارکنوں کی تعداد' فوج کی مجموعی تعداد سے کئی گنا ہونا چاہئے۔ اپنے آپ کو آپ منظّم نہیں کرتے ہیں' آپ اپنی تربیت نہیں کرتے ہیں' خود ذمہ داری کا رویہ اختیار نہیں کرتے ہیں تو پھر جس کے پاس طاقت ہے اس کو آنے سے کون روک سکتا ہے۔ جناب۔ میرا تیسرا نکتہ تھا طلباء کی تنظیمیں۔ طالب علم تنظیمیں بجائے خود پاکستان کے اندر امن و امان کی خرابی کا ایک بہت اہم عنصر ہیں۔

جناب چیئرمین! پاکستان بننے سے پہلے طلباء کے اندر مسلم لیگ نے کام کیا۔ Muslim Students Federation بنی۔ ایک نظریئے کے لئے' ایک ملک کے حصول کے لئے' نازک سے نوجوان' پڑھے لکھے سمارٹ' تعلیم یافتہ' کسی نے بلم نہیں اٹھایا' کسی نے تلوار نہیں نکالی' کسی نے ڈنڈا نہیں لہرایا' گاؤں گاؤں پھیل گئے' قریہ قریہ چلے گئے' ایک ایک دروازے کو کھٹکھٹایا' اور ایک ایک آدمی کو مخاطب کیا' ایک ایک بہن تک پہنچے' بھائی تک گئے' اور ان کو پاکستان کے حصول اور اس کے مقاصد سے آگاہ کیا۔ ان کے اندر اسلامی نظریات کو اجاگر کیا۔ ان کے ذریعے سے penetration کی لیکن' لیکن پاکستان بن گیا۔ ملک حاصل ہو گیا اور اس کے بعد طالب علموں کو تعلیم کے لئے اور تعلیم کو طالب علموں کے لئے چھوڑنا چاہئے تھا۔ یونیورسٹیوں کو تعلیم کی آماجگاہ ہونا چاہئے تھا' مادر علمی ہونا چاہئے تھا لیکن یہ گوریلا تربیت گاہیں بن گئیں اور سب سے دھچکا جناب چیئرمین! ہمیں لگا ہے ہمارے ملک کا آدھا حصہ ہم سے الگ ہوا۔ اور ہمارے ملک کے آدھے حصے کی علیحدگی میں جہاں ہماری bureaucracy کا ہاتھ تھا' جہاں ہمارے سیاستدانوں کی خود غرضی تھی' جہاں ہمارے فوجیوں کی جاہ پرستی تھی' وہاں پر عملاً سب سے زیادہ کام ڈھاکہ یونیورسٹی کے طالب علموں نے کیا جہاں پر ہندوؤں نے ان کو زہر آلود کر دیا' جہاں کے ہندو استادوں نے ان کے ذہنوں کو مسموم کر دیا اور پھر آپ نے دیکھا کہ کس طرح بات آگے بڑھتی گئی' بڑھتی گئی۔ مکتی باہنی نے جنم لیا اور کس طرح ہمارا بازو ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا۔ اب آپ تصور کریں

کہ انتظامیہ اور حکومت کو، ہر حکومت کو چاہئے وہ کسی کی بھی ہو، فوج کی ہو، پیپلز پارٹی کی ہو، مسلم لیگ کی ہو، اب اس کو ایک اتنی بڑی مشکل کا سامنا ہے خاص طور پر سندھ اور پنجاب میں۔ سندھ میں یہ صورتحال ہے کہ طلباء لسانی بنیادوں پر بٹ گئے ہیں۔ ایک زبان بولنے والوں کی جہاں اکثریت ہے وہاں دوسری زبان بولنے والا طالب علم داخل نہیں ہو سکتا۔ داخل ہو جائے تو وہاں رہ نہیں سکتا، رہ جائے تو تعلیم حاصل نہیں کر سکتا، تعلیم حاصل کر لے تو امتحان نہیں دے سکتا، اور یہی حالت دوسری جگہ پر ہے۔ طالب علم تنظیموں نے ہمارے نظم و نسق کو تباہ کر دیا ہے اور یہی صورتحال پنجاب میں ہے۔ یہاں پر ذرہ تھوڑی سی مختلف ہے یہاں پر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن ہے کہاں وہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن تھی جس کے یہ جانشین ہیں۔ ویسے تو ہر جگہ یہی حالت ہے کہاں قائداعظم تھے کہاں جانشین ہیں۔ تو محترم! طالب علم تنظیمیں بھی ہمارے امن و امان کی خرابی کا بہت بڑا سبب ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ طالب علم تنظیموں کو کیمپس کے اندر اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جائے اور استادوں، Principal اور vice chancellor کے ادارے کو اتنا مستحکم بنا دیا جائے کہ وہ اپنے طالب علموں کے بارے میں پورے انتظامی اختیارات رکھتے ہوں۔ اس کو اجازت ہو کہ جو طالب علم اپنی حد سے بڑھتا ہے اس کو وہ اپنے کالج یا یونیورسٹی سے نکال دے اور استاد کا نکالا ہوا آدمی کسی دوسری جگہ جائے وہیں پر اساتذہ کی ایک کمیٹی ہو جو اس کیس کو review کرے اور اگر وہ committee بھی اس سے انکار کر دیتی ہے تو ایسے طالب علم کو یونیورسٹی سے باز ہی رکھا جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ باہر سے ان کے معاملات میں کوئی مداخلت نہ ہو۔ چنانچہ طلباء تنظیمیں بھی امن امان کا تیسرا بڑا سبب ہیں۔

پھر جناب لسانی جماعتیں آتی ہیں لسانی جماعتیں جواب سیاسی جماعتیں بھی بن چکی ہیں انہوں نے بھی ایک گمبیر مسئلہ کھڑا کر دیا ہے اتنی خطرناک صورتحال پیدا کر دی ہے کہ کراچی یعنی Rural سندھ اور Urban سندھ، اس کی تقسیم کو دیکھیں اور وہاں کے سلگتے ہوئے مسائل کو دیکھیں، لہٰذا لسانی جماعتیں، ان پر میں بہت لمبا تبصرہ نہیں کروں گا، بھی اس کا ایک سبب ہیں۔ علاقائی اور لسانی جماعتوں پر پابندی کا کوئی طریقہ ہونا چاہئے اگر آپ نہیں کر سکتے تو کم از کم قومی جماعتیں اپنی ذمہ داری محسوس کریں اور قومی جماعتیں اپنا دائرہ کار اور دائرہ اختیار اتنا وسیع کریں اور خود کو اتنا efficient بنائیں کہ یہ

علاقائی اور لسانی جماعتیں خود ہی تحلیل ہو جائیں۔ ان کو پھلنے پھولنے کا موقع ہی نہ ملے۔
جناب چیئرمین! اس کے بعد آئینی ابہام آتا ہے۔ جب بھی یہاں امن امان کے مسئلے پر کسی member کی کوئی تحریک آتی ہے تو ہمارا ایک منسٹر کھڑا ہو کر simply کہتا ہے کہ امن و امان صوبوں کا مسئلہ ہے اور ہماری chair کہتی ہے ہاں جی! یہ صوبوں کا مسئلہ ہے۔ یہ مبہم بات ہے۔ امن و امان سرے سے صوبائی مسئلہ ہے ہی نہیں امن و امان آئین کے مطابق مشترکہ فہرست میں ہے یعنی امن و امان مرکز اور صوبے کی مشترکہ ذمہ داری ہے یا یہ کہئے کہ یکساں ذمہ داری ہے۔ اور اسی لئے امن و امان کے مسئلے کو آئین کی مشترکہ فہرست میں رکھا ہے لیکن ہم وقتی تنقید کے لئے

"خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں"

ہمہ وقتی تنقید سے بچنے کے لئے کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ یہ صوبائی ذمہ داری ہے اور chair قربان ہونے کے لئے تیار ہوتی ہے کہ یہ صوبائی ذمہ داری ہے۔ یہ یکساں ذمہ داری ہے۔ صوبائی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس کے لئے قانون سازی ہم کرتے ہیں۔ بارہویں ترمیم ہم منظور کرتے ہیں۔ کورٹ ہم بناتے ہیں۔ چیف سیکرٹیری آئی جی، ڈی آئی جی، ایس پی ڈپٹی کمشنر، اے ڈی سی جی تک کے عہدے مرکز پر کرتا ہے۔ یعنی ہدایت بھی یہاں کی، اور ذمہ داری صوبے کی، اور implementation کرنے والی Leadership بھی یہاں کی، اور ذمہ داری صوبے کی، یہ بات بھی مبہم ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ مرکز اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے اور نہ صوبہ اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ صوبہ کہتا ہے کہ ایس پی تو ان کا ہے ہمارا حکم نہیں مانتا۔ ڈی آئی جی ان کا ہے۔ آئی جی ان کا ہے، ڈپٹی کمشنر ان کا، چیف سیکرٹیری ان کا ہے۔ ہم کہاں جائیں۔ سارے مرکزی حکومت کے ہیں اور چیف منسٹر کو تو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ کسی نے انتہائی corruption کی ہو تو اس کے خلاف inquiry initiate کر دے۔ اس میں بھی مرکز کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔

"پہلی بات یہ ہے کہ امن و امان صوبائی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ دونوں حکومتوں کا یکساں مسئلہ ہے اور دونوں حکومتوں کی یکساں ذمہ داری ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے کا نام لیکر اپنے سر سے نہیں اتار سکتے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ آئین کے اندر بہت ابہام ہیں اور ان ابہام کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ جس جگہ ذمہ داری ہے اس کو نظر بھی آئے اور اس کو وہ

محسوس بھی کرے اور جب وہ اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کرتا تو اس کے خلاف قانون اور آئین کی شقیں حرکت میں بھی آسکیں۔ آئین کا ابہام بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ پھر جناب! ہے اختیارات کی تقسیم۔ ہر سطح پر اختیارات اس طرح گڈمڈ ہیں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کی ذمہ داری کیا ہے اور کس نے کیا کرنا ہے۔ revenue والے ڈپٹی کمشنر، پولیس والے ایس پی، یعنی سب کے درمیان اختیارات کی دوڑ لگی ہوئی ہے ایس پی کہتا ہے کہ میں ڈپٹی کمشنر کے انڈر نہیں ہوں۔ ڈپٹی کمشنر کہتا ہے کہ میں ضلع کا افسر اعلیٰ ہوں۔ لہٰذا حکم میرا چلے گا۔ ایس پی کہتا ہے کہ میری اجازت کے بغیر آپ تھانے کی inspection نہیں کر سکتے اور وہ کہتا ہے کہ میرا manual ہے اور اس کے تحت میری ذمہ داری ہے کہ میں تھانوں کی بھی inspection کروں۔ یعنی اختیارات اس طرح مبہم ہیں اس طرح ایک دوسرے سے گڈمڈ ہیں کہ کہیں کوئی clarity نہیں ہے لہٰذا وہ clear نہ ہونے کی وجہ سے کسی کی بھی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان چیزوں کی بھی درست کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر ہے جی ناقص پولیس۔ پولیس کا انتظام اور ہماری پولیس موجودہ multiple problems, multi-directional problems کے بالکل اہل نہیں ہے اور بالکل competent نہیں ہے ان کی کوئی چیز بھی مکمل نہیں ہے۔ ان کی تعلیم پوری ہے، نہ ان کی تربیت پوری ہے، نہ ان کی تنخواہ پوری ہے، نہ ان کے مسائل کے حل کے لئے کوئی توجہ دیتا ہے۔ ایک عام پولیس والے کو اس وقت اگر corruption کی اتنی کھلی اجازت نہ ہو تو وہ انسانی سطح تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ وہ جانوروں کی سطح پر زندگی گزارے گا۔ عام پولیس افسر سے لیکر اس کے بڑے پولیس افسر تک، ان کی تربیت کا کوئی ٹھوس نظام نہیں ہے۔ ہمارے جیسے نظریاتی ملک میں ان کی کوئی نظریاتی تربیت نہیں ہے۔ ان کی کوئی تعلیمی اہلیت نہیں ہے۔ ان کی کوئی منزل نہیں ہے۔ ان کا کوئی مقصد نہیں ہے اور پھر ان کو اپنی نوکریوں کا کوئی تحفظ بھی نہیں ہے۔ کسی سطح پر کوئی تحفظ نہیں ہے۔ پھر پولیس کے افسر نے جو کام کرنے ہیں وہ ایم این اے، سینیٹر اور ایم پی اے کام کر رہا ہے۔ تبادلے یہ کریں، ترقیاں یہ کریں یعنی کسی جگہ پر کوئی مکمل نظام نہیں ہے اور کسی جگہ پر تھوڑا بہت جو نظام موجود ہے اس کی کوئی implement-ation نہیں ہے۔

اگلا میرا پوائنٹ ہے غیر مؤثر حکومتیں۔ ہماری حکومتوں کی کافی عرصے سے کوئی authority نہیں ہے ان کا کوئی حکم نہیں ہے جس پر کسی بھی سطح پر عمل کیا جاتا ہو۔ ہماری حکومت اس وقت authority پر نہیں، منت سماجت پر چلتی ہے۔ بلیک میلنگ کے سہارے سسک سسک کر آگے بڑھ رہی ہے ایک ایک دن رو رو کر گزارتے ہیں نہ ان کا انتظامیہ پر control ہے، نہ وہ عدلیہ سے کوئی درخواست کر سکتے ہیں، نہ اپنے ممبروں کا ہاتھ پکڑ سکتے ہیں، نہ پولیس، نہ ایس پی، نہ ڈی سی تک اپنا کوئی حکم منوا سکتے ہیں۔ کسی بھی سطح پر ان کی کوئی authority موجود نہیں ہے۔ authority کے علاوہ پھر ذمہ داری کا بھی مسئلہ ہے ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں انہوں نے جو منصب سنبھالا ہے اس منصب کی کیا اہمیت ہے۔ وہ منصب ان سے کیا تقاضا کرتا ہے؟ کس سنجیدگی اور کس متانت کا تقاضا کرتا ہے کس محنت کا تقاضا کرتا ہے؟ ملک و قوم اس سے کیا چاہتی ہے کیونکہ وہ جو حکمران بن جاتا ہے جو Chief Executive ہوتا ہے جو کابینہ ہوتی ہے کابینہ پوری ریاست اور پوری state کو چلاتی ہے اور پوری state کی ترقی اور تنزلی اس کے اوپر ہے۔ اس پر سارا انظام depend کرتا ہے۔ بہت عرصے سے حکومتیں ذمہ دار نہیں ہیں۔ میں اس پر ایک ایک مثال سنانا شروع کروں تو بڑی مشکل پیش آئے گی۔ ان کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔ پھر اس کے بعد خفیہ agencies ہیں۔ ہماری بیسوں خفیہ agencies ہیں اور خفیہ agencies کا کام یہ ہوتا ہے وہ ہماری آنکھ اور کان ہیں۔ ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ بیرون ملک ہمارے امن کو کوئی خطرہ لاحق ہو۔ یا اندرون ملک کوئی بدامنی پرورش پا رہی ہو تو ان کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ قبل از وقت وہ اس کا کھوج لگائے اور اس سے پہلے کہ بیرون ملک یا اندرون ملک ہمارے سماج کو، ہمارے امن کو، کوئی نقصان پہنچے، اس سے پہلے ہی ان کو، اپنی کمین گاہوں میں پکڑ کر وہیں ختم کر لیا جائے۔ خفیہ agencies کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے لیکن ہماری خفیہ agencies بدقسمتی سے ہمیشہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام رہی ہیں۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u> : آپ مہربانی فرما کر wind up کریں۔

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : جناب ابھی wind up کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ ابھی تو پوائنٹ ہی بیشمار ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ابھی دس منٹ اور ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : نہیں جناب ویسے آپ حکم دیں تو میں ابھی بیٹھ جاتا ہوں۔ البتہ میں اگر irrelevant بات کروں تو آپ مجھے اسی وقت روک دیں اور اگر میں نہ ہوں تو مجھے بیشک تین دن تک بات کرنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : باقی اراکین نے بھی بات کرنا ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : سوال یہ کہ کیا میں irrelevant ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : کیا میں امن و امان پر نہیں بول رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ٹھیک ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : اگر میں امن و امان پر بول رہا ہوں' irrelevant نہیں ہوں تو پھر میں اس وقت تک ختم نہیں کروں گا جب تک میرے سارے پوائنٹ ختم نہیں ہو جاتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہر حال آپ جلدی ختم کریں۔

جناب محمد طارق چوہدری : کیونکہ میں اس کی اصلاح کی بات کر رہا ہوں۔ میں کوئی سیاسی بے پر کی نہیں اڑا رہا ہوں۔ میں کوئی نمبر بنانے کے لئے یہاں نہیں کھڑا ہوں میری بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں اور میں ان کے لئے تیاری کر کے آیا ہوں۔ جب میں irrelevant ہو جاؤں گا تو اس وقت Chair مجھے حکم دیں کہ بھائی بس۔ جب تک میں relevant ہوں اس وقت یہ نہیں ہو گا۔

تو جناب میں یہ بات کر رہا تھا' اس کے بعد میرا اگلا point ہے کہ ہماری جو سیاسی انتظامیہ ہے' یعنی ہمارے اعلیٰ حکمران۔ جو ہمارے اعلیٰ حکمران ہیں۔ ان میں جو آدمی بھی سیاست میں قدم رکھتا ہے۔ اس کو یہ بات سوچ لینی چاہئے کہ اگر اس نے سیاست میں قدم رکھا ہے تو وہ سماجی خدمت انجام دے رہا ہے۔ وہ کوئی تجارت نہیں کر رہا ہے' وہ کوئی business نہیں کر رہا ہے' وہ ایک سماجی خدمت انجام دے رہا ہے۔ ٹھیک ہے کہ اس کے بھی پیٹ لگا ہوا ہے' اس کامنہ بھی ہے' لیکن جس وقت کوئی سیاست دان اہم جگہ پر پہنچ جاتا ہے وزیر اعظم بنتا ہے' منسٹر بنتا ہے' تو پھر اس کی ساری کی ساری توجہ اور سارے کا سارا

وقت، عوام کے لئے ملک کے لئے، ریاست کے لئے اور حکومت کے لئے ہوتا ہے۔ جو آدمی یہ نہیں کر سکتا، پھر وہ آدمی اس گھاٹی میں اور کٹھن کام کی طرف قدم ہی نہ بڑھائے۔ یہاں قدم ہی وہ رکھے، جو وزیراعظم یا وزیر کی جو قلیل تنخواہ ہے، اسی میں گزارہ کر سکتا ہو۔ ایسا آدمی قدم آگے بڑھائے ورنہ وہ نہ رکھے۔ جب آپ وزیر بننے کے بعد تجارت کرنے جائیں گے، جب آپ وزیراعظم بننے کے بعد اپنی صنعتوں کی طرف توجہ دیں گے، تو صنعت آگے چلی جائے گی اور business آگے چلا جائے گا لیکن ہمارا ملک پیچھے چلا جائے گا اور جس طرح سر پچھلے تین چار برس سے یہ کام چل رہا ہے۔ لہٰذا تجارت کو اور سیاست کو الگ کیا جائے اور ہمارے حکمران جو آج ہیں، جو گزرے ہیں اور جو کل آنے والے ہیں وہ یہ جان لیں کہ تجارت full time job ہے، اور سیاسی منصب بھی full time job ہے آپ کو ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو گا۔ وہ کام کریں یا یہ کام کریں۔ اور اپنی authority کو اور اپنے اختیار کو جو بھی تھوڑا بہت ہے، اس کو ملک کی اجتماعی ضرورتوں کے لئے استعمال کریں، اجتماعی مفاد کے لئے اور عوام اور پاکستان کے لئے استعمال کریں۔ تجارت کو retirement کے بعد پر رکھیں یا تجارت کرنے والے اپنے بھائیوں کو اپنے کام سے الگ رکھیں۔ یہ اختیارات کی ایک تقسیم ہے۔ یہ تقسیم ہے آپ کے منصب کی۔ اور یہ تقسیم ہے قومی ضرورتوں کی۔ ان دونوں کو الگ کرنا ہو گا۔ جو الگ نہیں کر سکتا، وہ اس دھندے میں نہ پڑے۔

جناب والا! بات ہو رہی تھی خفیہ agencies کی اور جب آپ نے درمیان میں interrupt کیا تو بات اس طرف چل نکلی۔ جناب والا، میں خفیہ agencies کی ذمہ داری کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ ان کی ذمہ داری ہے کہ جہاں پر کوئی شرارت پرورش پا رہی ہے، جہاں وہ پیدا ہونے والی ہے۔ یعنی مچھروں کے انڈوں کے اوپر تیل چھڑک دیا جائے کہ مچھر پیدا ہی نہ ہو اور ملیریا پیدا ہی نہ ہو۔ جہاں پر کوئی شرارت پرورش پا رہی ہے چاہے یہ ملک کے اندر ہے یا ملک کے باہر، وہ قبل از وقت اس کا کھوج لگائے اور اس کے خلاف اقدام کرے۔ لیکن ہماری خفیہ agencies یہ کام نہیں کر رہی ہیں ہماری جو خفیہ agencies ہیں، یہ Opposition کے پیچھے لگی ہوئی ہیں، یہ صرف Opposition کے پیچھے ہی نہیں لگی ہوئی ہیں بلکہ اپنے وزراء کے پیچھے لگی ہوئی ہیں، اپنے ممبران

پارلیمنٹ کے پیچھے لگی ہوئی ہیں اپنے ممبران پارلیمنٹ کے اپنے دفتروں میں بیٹھ کر scandal بنا رہی ہیں۔ اپنے وزیروں کے اثاثوں کے کھوج لگا رہی ہیں' اپنے ممبران پارلیمنٹ کو حراساں کر رہی ہیں' اپنی پارلیمنٹ کے ممبران کی کمزوریاں بتا رہی ہیں' جس کی کوئی کمزوریاں نہیں ہیں ان کی کمزوریاں ایجاد کر رہی ہیں۔ ہماری خفیہ ایجنسیوں کی جو ذمہ داری ہے وہ ان کو پورا کرنے کے بجائے دوسرے کاموں میں لگی ہوئی ہیں۔ دوسرے کاموں پر یہ از خود نہیں لگ گئی ہیں' دوسرے کاموں پر بھی ان کو اعلیٰ authorities نے لگایا ہوا ہے یہ آج نہیں لگایا بلکہ بہت عرصہ پہلے سے لگایا ہوا ہے اور اب تو بالکل یہی کام کر رہی ہیں۔ لہٰذا جب وہ صرف یہی کام کر رہی ہیں تو جناب "را" کے ایجنٹ کو کون پکڑے گا' سی آئی اے کے ایجنٹ کا کون کھوج لگائے گا۔ "موساد" کے اوپر کون توجہ دے گا۔ ڈاکو کہاں چھپے ہوئے ہیں یہ کون بتائے گا۔ قاتل کون تھے' یہ پتہ کون لگائے گا۔

جناب چیئرمین! جن کی ذمہ داری تھی وہ دوسری ذمہ داری پوری کر رہے ہیں وہ بھی از خود نہیں کر رہے ہیں جو authority ہے' اس authority نے ان کو غلط کاموں پر لگایا ہوا ہے۔ لہٰذا یہ اوپر سے کام شروع ہوتا ہے اور نیچے تک خرابی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ بیسوں خفیہ agency ہونے کے باوجود آج تک کبھی بھی ہماری خفیہ agencies نے ماسوائے چند سالہ آئی ایس آئی کے دور کے' باقی کبھی یہ اندازہ نہیں لگایا کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور کہاں سے کون سی سازش تیار ہو رہی ہے۔ 1965ء کی جنگ سے لیکر 1971ء تک اور پھر کشمیر کا مسئلہ اور پھر افغانستان کا جو مسئلہ ہے' ان کے بارے میں کبھی بروقت کوئی اطلاع نہیں دی ہے۔ ان کو کبھی بھی کچھ پتہ نہیں چلا ہے۔ لہٰذا ان کو profession بنایا جائے' ان کو اپنے professional میں رکھا جائے۔ ان کی direction change نہ کی جائے اور ان کو دشمنوں کے خلاف سنسناتا ہوا تیر بنایا جائے ان کو بو پر لگے ہوئے کتے نہ بنائیں جو اپنے ہی لوگوں کی خوشبو سونگتے پھریں' ان کو زہر میں بجھا ہوا ایسا تیر ہونا چاہئے جو اپنے دشمنوں کی آنکھوں میں پیوست ہو جائے۔ خفیہ ایجنسیاں اپنا کام نہیں کر رہی ہیں۔ ان کا rde خراب ہے۔ اگر وہ بھی یہاں ذکر کرنے لگوں تو ذمہ داروں کے ماتھوں پر پسینے کے قطرے آ جائیں گے۔ (قدرے توقف سے)

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر:</u> آگے چلیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب والا! ہمارے امن و امان کی خرابی کی ذمہ داری اور اس میں بھارت کا کردار۔ بھارت نے اپنی خفیہ ایجنسیوں کے ذریعہ سے پاکستان کے خلاف ایک کامیابی حاصل کی ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ بھارت تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود' وسائل میں زیادہ ہونے کے باوجود' اسلحے میں آگے ہونے کے باوجود' بھارت صنعت میں ترقی یافتہ ہم سے ہونے کے باوجود.................

چوہدری نعیم حسین چٹھہ : Point of Order جناب! گزارش یہ ہے کہ آج کا agenda کافی طویل ہے اور اس اہم موضوع پر بھی بہت سے معزز ارکان بولنا چاہتے ہیں اور مطابق rules میں آپ توجہ rule نمبر 128 کی طرف دلاتا ہوں۔ چیئرمین کی اجازت کے بغیر کسی قرارداد پر کوئی تقریر دس منٹ سے وقتی حد تجاوز نہیں کرے گی۔ اور اسی کی دوسری شرط یہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی قرارداد کا محرک اسے پیش کرتے وقت اور متعلقہ وزیر 30 منٹ تک تقریر کر سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ تو جناب محرک تقریباً ایک گھنٹہ سے زیادہ already consume کر چکے ہیں اور یہ دوسرے ممبران کی حق تلفی ہے اور اس طرح مناسب یہ ہے کہ ان کے وقت کا تعین کیا جائے اور دوسرے ممبران کو بھی بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب محمد طارق چوہدری : Point of Order جناب! میں اپنی تقریر سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ کاش جو چلمن سے لگے ہیں خود آتے۔ جناب چیئرمین! یہ rules اسی سینٹ کے بنے ہوئے ہیں اور میں ہاؤس سے rules معطل کرنے کی درخواست کرتا ہوں' آپ voting کروالیں اگر House اجازت دے تو پھر یہ چلتا رہے گا تب بھی ہم rules suspend کر دیں گے ابھی آپ اسی پہ ووٹ کروا کر پوچھ لیں۔ اور یہ اگر House اجازت دے گا تو ہم امن و امان پہ بات کرتے رہیں گے اگر اجازت نہیں دے گا تو میں ابھی بند کر دوں گا۔ میں rules suspend کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔

چوہدری محمد نعیم حسین چٹھہ : Point of Order Sir, جناب یہ suspension of rules کے لئے بھی ایجنڈے پہ لانا ضروری ہے۔ اس طرح ممبر کی استدعا پر ووٹنگ کرانا خلاف ضابطہ ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے کسی سیکریٹری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان کو صحیح بتائیں کہ یہ House کے rules ہیں اور rule جو rule چاہے جس وقت چاہے suspend کر سکتا ہے..................

سید اقبال حیدر : جناب چیئرمین! اس نکتے پر میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ rules کو معطل کیے بغیر بھی آپ کو یہ حق حاصل ہے آپ اجازت دے دیں۔ rule کی طرف ہماری توجہ وزیر مملکت نے مبذول کرائی ہے' اس رول میں لکھا ہوا ہے کہ آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں کریں گے لیکن اگر چیئرمین اجازت دے دے تو وہ جتنی دیر مرضی ہے تقریر کر لیں۔ یہ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے گو کہ مجھے محترم رکن سینٹ کے بہت سے خیالات سے اختلاف ہے لیکن میں چاہوں گا کہ یہ اپنے جذبات کا بھرپور طریقے سے اظہار کریں تاکہ ہمیں بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کے لئے اتنا ہی وقت مل سکے' اور آپ کو پورا اختیار حاصل ہے کہ آپ انہیں اجازت دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رول suspend کرنے کے لئے بھی motion کی ضرورت ہوتی ہے۔

سید اقبال حیدر : Motion کے بغیر نہیں' آپ کو حق حاصل ہے کہ

Without the permission of the Chairman he will not speak for more than thirty minutes. This is what the rule clearly says.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تیں منٹ کے بجائے اب ایک گھنٹہ ہو رہا ہے اور بہت سے Speakers ہیں اس لئے طارق چوہدری صاحب کو دس منٹ اور دیتا ہوں اس سے زیادہ نہیں ملیں گے۔

جناب محمد طارق چوہدری : ٹھیک ہے جناب چیئرمین! ہمیں اپنے rule کو معطل کرنے کی اجازت ہے اور ہم ایک دن نہیں بلکہ ہفتہ بھی اس کو جاری رکھنا چاہئیں تو جاری رکھ سکتے ہیں بہتر ہوتا ہے کہ نادان دوست کے بجائے دانا دشمن کی طرح کام کرتے اور یہ آ کر مجھ سے یہ بات کہتے کہ جی ہمیں embarrassment ہو رہی ہے بند کریں تو میں بند کر دیتا۔ حالانکہ میں نے embarrass کرنے کی کوشش نہیں کی اپنے ہی

دوستوں کو پتہ نہیں کہاں یہ دیوار پہ لگانے چلے' پتہ نہیں کون لگے گا دیوار پہ۔

چوہدری محمد نعیم حسین چٹھہ : سر ممبر صاحب کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے کسی قسم کی کوئی embarrassment نہیں ہے جو ان کے بعد آنے والے مقررین ہیں شاید ان سے زیادہ بہتر data دے کر' یا بہتر figures کے ساتھ' بہتر تقریر کر سکیں گے لیکن چونکہ انہوں نے already وقت بہت لے لیا ہے embarrassment اس میں قطعاً کوئی بات نہیں۔ حکومت کسی طرح بھی اس کو face کرنے میں shy نہیں ہے اور نہ گورنمنٹ کا fault ہے اور Law and Order کی صورتحال ایسی نہیں جیسا کہ جناب والا! معزز ممبر depict کر رہے ہیں تو لہٰذا ہم shy fect نہیں کرتے۔ بہرحال دوسرے ممبران کا چونکہ حق ہے انہیں بھی اس اہم موضوع پر گفتگو کرنے کا موقع دیا جائے اور چونکہ اس کا ایجنڈا بھی کافی ہے اس لئے میں نے آپ کی توجہ اس کی طرف مبذول کرائی۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین! خود اس ایوان میں کافی سارے ممبران ہیں اور انہوں نے بھی تقریر کرنی ہیں اور ان کو میری گفتگو بھی سننا پڑ رہی ہے اور ان میں' وہ جانتے ہیں اور میں ان کو اجنبی بھی نہیں کہہ سکتا لیکن یہ ابھی اس لحاظ سے اجنبی ہیں کہ انہیں ابھی اس ایوان کے پورے طور طریقے' انداز' اطوار' ماحول کی پوری طرح خبر نہیں ہے۔ پرانے منسٹران کو اس ایوان کے انداز سے باخبر کر دیں۔ تھوڑی سی آتے ہی یہ briefing لے لیا کریں۔ portfolios میں' تو اسی سے زیادہ آسانی ہو جائے گی' بہتری ہو جائے گی کام کو آگے چلانے کے لئے۔

جناب چیئرمین! تو اب میں اس کو مختصر ہی کرنا چاہوں گا چونکہ بدمزگی اور بے مزگی پیدا ہو رہی ہے اور حکم ہے ہمارے قائد ایوان کا بھی' ورنہ تو شاید یہ بحث جو لوگ چاہتے ہیں ان کے کہنے سے تو نہیں ختم ہو سکتی بہرحال تو میں ذکر کر رہا تھا اب مسئلہ یہ ہے جناب چیئرمین! کہ ذکر آیا بھارت اور اسرائیل کا' وہ تو اتنا لمبا موضوع ہے اور پھر یہ کہیں گے کہ گھنٹہ اور اڑ گیا تو آپ اگر حکم دیں تو میں اس کو جاری رکھوں اور اس میں بھارت' اسرائیل اور امریکہ ہے کشمیر پہ ہمارے law and order کے کیا اثرات مرتب ہوں گے افغانستان کے کیا ہوئے ہیں اور بھی کیا ہوں گے تو یہ پانچ موضوعات ہیں اور یہ ہر موضوع تقریباً پانچ چھ منٹ لے گا اگر آپ اتنے منٹ بات کرنے کی اجازت دیں تو کہوں گا ورنہ جو

کچھ کہہ لیا تھوڑے کو زیادہ سمجھیں ' تار کو خط سمجھیں۔ یہیں قصہ ختم کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت بہت شکریہ۔ بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : (عربی)

جناب چیئرمین صاحب! بہت بہت شکریہ۔

چراغ کون یہاں لائے گا جلانے کو
کہ غسل خون منہمک ہے زمانے کو

جناب چیئرمین! پاکستان کے حصول کی جنگ کے وقت ہمارا نعرہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ' اس کا مطلب یہ تھا کہ جب پاکستان حاصل ہو گا اس میں کون سا نظام آئے گا وہ لا الہ الا اللہ ' جنگ جاری رہی ' میدان میں کون تھے جناب ' جو مثت گریباں تھے جناب پاکستان کے لئے یا پاکستان کے حصول میں رکاوٹیں ڈالنے کے لئے '

حافظ حسین احمد : Point of Order جناب چیئرمین! یہ مثت گریباں نہیں ہوتا ' دست گریباں ہوتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : correct کر لیں۔ جاری رکھیں بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : چلو اگر حافظ صاحب کو اس سے تسلی ہوتی ہے تو دست و گریبان سہی اس زمانے میں دست و گریبانی ہماری ان سے نہیں ہوئی تھی دست و گریبانی اگر ہوئی تھی تو کسی اور سے ہوئی تھی وہ یہ پشت پناہی کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کون سی forces تھیں جو حصول پاکستان کے لئے جنگ لڑ رہی تھیں۔ اور کون سی forces تھیں جو اس کے راستے میں حائل تھیں۔ جناب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے ' اس نوجوان نسل کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے کہ پاکستان کے حصول کی جنگ بر صغیر کے مسلمانوں نے لڑی ہے۔ اس لپیٹ میں وہ forces بھی آتی ہیں یا لائی جاتی ہیں جنہوں نے مسلمان ہوتے ہوئے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی تو جناب والا! وہ forces جب ناکام ہوئیں ' ہندو کا ساتھ بھی دے کر ' انگریز کا ساتھ بھی دے کر ' مسلمانوں میں تفرقہ بھی ڈال کر ' جب وہ وہاں ناکام ہوئیں اور پاکستان عالم وجود میں آیا تو انہوں نے اور لبادہ پہن لیا۔ اس ضمن میں میں آپ کو یہ عرض کروں کہ میرا یہ دعویٰ ہے

کہ انگریز مسلمان کا بدترین دشمن ہے۔ ہندو کے بعد انگریز نے ایک جماعت کی ابتدا کی اس کی خشت اول رکھی اور جاتے وقت ہمارے پاس کیا چھوڑ کر گیا' اس فلسفے کو میں اس امن و امان کے مسئلے میں لاتا ہوا آپ کو یہ بتاؤں کہ پھر یہاں امن و امان کا مسئلہ کیسے پیدا ہوا۔ جس طرح میرے چوہدری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تو اس وقت تک امن کا گہوارہ تھا۔ جب تک ہمارا ازلی دشمن خود اپنے ہی حالات میں پھنسا ہوا تھا۔ انگریز نے جاتے وقت ایک commission مقرر کیا جس کو Red Cliff کہتے ہیں۔ جج تھے' اس نے ایک Award دیا اور اس Award کو گورداسپور کے ضلع میں' جس میں ہم مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی' اس کو ہندو کے حصے میں ڈال دیا۔ جس سے کشمیر کا مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تلوار کی طرح ہمارے سروں پر لٹک رہا ہے اور ایک دوسری چیز چھوڑ گیا یہ تو پاکستان کے مسلمانوں کو پاکستان میں نظریہ رکھنے والوں کو' ہندوؤں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دشمنی میں پھنسایا۔ مگر ایک اور طریقہ بھی چھوڑ گیا جو کہ وہ نظام مصطفیٰ کے خلاف تھا کیونکہ وہ نظام مصطفیٰ کے خلاف ہے جس کو بڑے بلند و بانگ دعوؤں سے کہا جاتا ہے جمہوریت West Minister Abbey کا وہ نسخہ ہمارے لئے جاتے وقت چھوڑ گیا۔ یہ نظام اس کے ساتھ متصادم ہے جس کا ہمارا دعویٰ تھا کہ جب یہ ملک بنے گا اس میں وہ نظام آئے گا جس کو اسلامی نظام کہتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا سعودی عرب میں جمہوری نظام ہے وہی جمہوری نظام جو جمہوری نظام West Minister Abbey کا ہے۔ جو انگریز ہمارے لئے تحفہ چھوڑ کر گیا ہے۔ وہاں سعودی عرب کے مسلمانوں کو کیوں شرم نہیں آتی' وہ کیوں نہیں چلاتے' وہاں کے لوگ کیوں نہیں چلاتے کہ ہاتھ کاٹنا تو بڑا ظلم ہے' ٹانگ کاٹنا بڑا ظلم ہے۔ ہم اپنے نظریئے کو دیکھیں گے یا ان کے مخالفین کی آواز کو دیکھیں گے جب وہاں ہاتھ کٹتا ہے کیوں چوری ہو گی جب ٹانگ کٹتی ہے تو کیوں چوری ہو گی جب قتل کے بدلے قتل ہے خون کا بدلہ جب خون سے ہے تو وہاں کیوں اتنا امن و امان ہے وہاں دکانوں کے کیوں تالے نہیں ہیں وہاں کیوں امن و امان ہے۔

جناب! اس نظریئے سے ہم ہٹ گئے' ہمیں ہٹا دیا گیا اور وہ forces وہ طاقتیں جو اس وقت انگریز اور ہندو کے ساتھ مل کر مسلم لیگ اور قائداعظم کی راہنمائی میں جو دعویٰ کر رہے تھے کہ یہ ملک ہم حاصل کریں گے' اس وقت وہ ناکام ہوئے تو یہاں اس ملک میں

گھس آئے اور میرے دوست چوہدری صاحب نے بڑا اچھا کہا کہ کیا کیا جماعتیں مذہبی جماعتیں بنا گئیں جیسے کہ پہلے یہ جماعتیں پاکستان سے تھی ہی نہیں جیسے کہ یہ مذہب کے نافذ کرنے کے لئے حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ اگر اس کی تہہ میں دیکھا جائے' بے ادبی معاف'۔ تو وہی عنصران جماعتوں کی تہہ میں لگے ہوئے ہیں' ان جماعتوں کی راہنمائی کر رہے ہیں' جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی اور اب وہ دوسرے روپ میں یعنی دوسرا روپ دھار کر اب پاکستان کی پھر مخالفت کر رہے ہیں۔

جناب! پاکستان میں امن و امان کا مسئلہ اس طرح سے نہیں ہے یہ پیدا کیا گیا ہے جناب پاکستان کی پیدائش کے فوراً بعد سے ہمیں بیرونی دشمنوں کی طرف دیکھنا پڑا۔ مغرب میں ہمارا مسلمان ملک تھا اس کو ہمارا دشمن بنایا گیا اور مشرق میں تو تھا ہی دشمن۔ پاکستان کو جو سب سے پہلا مسئلہ face کرنا پڑا وہ پاکستان کی سرحدوں کا تحفظ' مشرق سے بھی خطرہ' مغرب سے بھی خطرہ' خدا بھلا کرے افغانستان کے مجاہدین کا' میں کہتا ہوں روز و شب ہم ان کو دعا دیں گے انہوں نے ہماری جنگ لڑی ورنہ آج روس یہاں پر ہوتا اور کراچی میں بھی ہوتا۔ انہوں نے ہماری وہ سرحد occupy کی اس سرحد سے ہمیں فارغ کیا اس سرحد سے ہمیں لاپرواہ کیا اور ایک ہی سرحد پر ہماری نظر لگ گئی اور ہم ایک ہی محاذ پر اپنا دفاع کرنے لگے۔ آج دفاع کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے' کیا کیا نام لئے جاتے ہیں' کیا کیا مذاق اڑائے جاتے ہیں۔ لیکن نہ بھولیئے یہ مسلمان فوج نہ ہوتی تو شاید آپ اور ہم بھی ایسے نہ ہوتے تو جناب والا! انگریز یہ پارٹی سسٹم دوسرا نظام بھی چھوڑ گیا جمہوری نظام کے لئے پارٹی سسٹم اور ہم تو نقال ہیں ہم نے وہ چیز نقل نہیں کی جو انگلستان میں ہے۔ ہم نے وہ چیز نقل نہیں کی جو امریکہ میں ہے اور فرانس میں ہے۔ ہم تو جناب بیٹھے ہوئے پارٹیاں بنا رہے ہیں۔ میں آج پارٹی کی ابتداء کرتا ہوں اور اگر کل میں نہ ہوں تو پھر یہ پارٹی میری بیٹی میرا بیٹا' یا میری بیگم۔ کی وراثت بن گئی۔ کہاں ہے جمہوریت میں وراثت.................

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کچھ law and order کی طرف بھی آئیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب اسی لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ لوگ جنہوں نے وراثتی پارٹیاں بنائی ہیں جو یہاں بھی ہیں جو ڈھمک میں بھی ہے جو کابل میں بھی ہے جو Algeria اور Morocco میں بھی ہے جو Paris میں بھی ہے جناب انہوں نے ہمارے

لئے یہ مثال پیدا کی ان کا دعویٰ ہے کہ اس ملک پر اگر حکمرانی کرنی ہے تو ایک خاندان نے کرنی ہے۔ ان خاندانوں نے کرنی ہے جن کو وہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں کرتا دھرتا ہیں۔ موجودہ حکومت سے پہلے جو حالت تھی اس پر اگر نظر ڈالیں تو، تو میرا دعویٰ ہے اس میں بیرونی ہاتھ بہت زیادہ تھا اور ہے۔ ہندو کا ساتھ کون دیتا ہے کس نے دعویٰ کیا کہ ہمیں حکومت نہ ملتی اگر سندھ کی سرحد پر بھارت کی افواج نہ آتیں، کس طرح سے ہماری ان پارٹیوں کی کوشش ہے کہ اس طریقے سے across the border بیٹھ کر ان کو دعوت دیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ تخریب کار اگر کابل سے آتے ہیں، تخریب کار اگر دمشق سے آتے ہیں تو ان کو یہاں پناہ کون دیتا ہے جناب! میں حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ جو ان کو پناہ دیتا ہے اس کا ہاتھ پکڑیں۔ اس کے گلے میں رسی ڈال دیں۔ اس کو بر سر عام پھانسی پر لٹکا دیں۔ کون ہیں وہ، وہ بڑے بڑے پیر ہیں، بڑے بڑے وڈیرے ہیں، بڑے بڑے خان ہیں، بڑے بڑے ملک ہیں، ان کی بڑی بڑی خانقاہیں ہیں یا وہ وڈیرے جو لاکھوں ایکڑ زمین کے مالک ہیں وہ کس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں "جمہوریت"۔

جناب والا! یہ دو چیزیں یا دو نسخے ہیں جو انگریز چھوڑ کر گیا ایک کشمیر کا مسئلہ بنا کر اس میں ہمیں الجھایا۔ دوسرا ہمیں وہ جمہوری نظام دے گیا۔ اسلام جمہوریت سے انکار نہیں کرتا۔ قائداعظم کے الفاظ تو یہ ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Syed Iqbal Haider on point of order.

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, Sir, I may draw your kind attention to the Constitution. No Member can condemn the Constitution or the system provided under the Constitution. The democracy is the system prescribed under the Constitution and the Honourable Member must resign from this House if he hates democracy, if he dislikes the democracy, if he has no respect for the Constitution. In fact, in my opinion this speech of the Honourable Member renders him disqualified because he is under oath to protect the Constitution and democracy, parliamentary form of democracy is prescribed under this Constitution. He is fully entitled to his views but not in this honourable House. He has got elected through a democratic process and he is abusing the same democratic process under the Constitution which this House and this Chair must not permit. Thank you, Sir.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب چیئرمین! میں اپنے دوست کا مشکور ہوں لیکن یہ ان کی زبان بولتے ہیں جنہوں نے اس ملک میں یہ تخم ریزی کی ہے۔ ان کو میں مبارکباد دیتا ہوں میں کہتا ہوں میرا یہ دعویٰ ہے کہ مسلمان کی رگ رگ اور نس نس میں جمہوریت ہے مگر یہ جمہوریت نہیں جس میں یہاں پر پانچ سال کے بعد پرچی ڈالتے ہیں کسی کو لالچ دی جاتی ہے۔ میں اس جمہوریت کا قائل ہوں جو خدا نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے عطا کی اور اس سے کہا کہ اے میرے رسول آپ کا مزاج نرم بنایا ہے اگر آپ تند خو ہوتے تو یہ لوگ تم سے متشدد ہوتے۔ ان کو بلایئے ان کے ساتھ مشورہ کیجئے۔ جناب Barrister صاحب جمہوریت کا مطلب ہے مشورہ اور میرے مذہب میں ہے مشورہ۔ ان سے مشورہ کیجئے اور جناب چیئرمین صاحب مشورہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کیجئے اور جب آپ فیصلہ کریں تو اللہ پر توکل کریں۔

(عربی)

میرا تو یہ حق ہے کہ میں اس چیز پر رہوں تاکہ میں preach کروں کہ یہ جو جمہوریت جو لوگ کہتے ہیں، وہ غلط ہے۔ اس ملک میں وہ جمہوریت چاہئے جو میرے قرآن میں ہے جو میرے رسول نے کیا، جو خلفائے راشدین نے کیا یہ تو میرا حق ہے۔ اگر کوئی مجھ سے اتفاق نہیں کرتا تو وہ تشریف لے جائے اس ملک سے چلا جائے۔ اس ملک سے چلے جائیں اس ملک مین تو صرف وہ نظام ہو گا جو میرے ....

جناب منظور احمد خان گچکی : Point of Order، جناب میں معزز رکن سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ روز جو ایک style کی تقریر کرتے ہیں اس کو ہر وقت نہ دھرائیں بلکہ جو مسئلہ یہاں موجود ہے اس کے بارے میں بولیں۔ بار بار یہ کہنا کہ جمہوریت جو ادھر ہے اس وقت ہے جو ہم practice کر رہے ہیں یہ جمہوریت نہیں چاہئے تو گھر بیٹھ جائے پھر دوسری جمہوریت لائیں خدا کے لئے وہ irrelevant تو نہ رہیں

He is a member of the Parliament. He should behave like a member of the Parliament.

یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ صبح سے تقریر کر رہے ہیں اور law and order پر ایک لفظ تک نہیں بولا۔ کبھی کسی کی بیٹی، کبھی کسی کا بھائی، کبھی کسی کا بھتیجا، یہ کیا ہے اگر یہ [* * * * * *] +

+ بحکم جناب پریذائیڈنگ آفیسر الفاظ حذف کئے گئے۔

چاہتے ہیں تو بسم اللہ پھر اس کے ساتھ دو دو ہاتھ ہو جائیں ہم بھی نیشنل اسمبلی سے نکل کر سینٹ میں آئے ہیں۔ ہمیں پتہ ہے [* * * *]

یہ debate کا کوئی طریقہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہرہ ور سعید صاحب! law and order پر اظہار خیال کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا۔ یہ تو میں وہ تمہید باندھ رہا تھا اس وقت اس ملک میں جو law and order situation موجود ہے اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ میں ان کی وجوہات بتاؤں۔

میاں محمد زمان: جناب والا! میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ Honourable member نے نیشنل اسمبلی کے متعلق remarks دے کر ایک ایسے معزز ایوان کی جو کہ براہ راست منتخب ہوا ہے اس کی توہین کی ہے۔ اس کے اندر آزادی افکار ہے، بولنے کی آزادی ہے، لوگ اپنی مرضی سے بولتے ہیں۔ ان کا رائٹ ہے اور اس کو تضحیک کے انداز میں لینا، اس لئے میں سمجھتا ہوں توہین کے مترادف ہے اور ایسے remarks نہیں آنے چاہئیں۔

جناب منظور احمد خان گچکی: Point of explanation جناب والا! اس Chair پر جب ڈپٹی چیئرمین صاحبہ بیٹھی تھیں اس کے اپنے ریمارکس، جو ریکارڈ پر موجود ہیں اور حذف نہیں کیے گئے ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا میں نے غلط نہیں کہا۔ اس سے پہلے بھی ڈپٹی چیئرمین صاحبہ نے یہ کہا تھا کہ آپ اس کو نیشنل اسمبلی کا ماحول نہ بنائیں۔ اس context میں، میں کہہ رہا ہوں جہاں پر debate مہذبانہ طریقے سے ہوتی ہے کوئی dist-urbance نہیں ہوتی ہے۔ جبکہ وہاں پر disturbance بہت ہوتی ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ ایک debate میں باقاعدہ طور پر اتنے غلط remarks کہے گئے کہ جن کو حذف کرنا پڑا۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس طریقے سے debate نہ کریں جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔ ہم ایک دوسرے کے colleagues ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم صبرو تحمل سے ایک دوسرے کی باتیں سنیں۔ اگر اختلاف ہو تو اسے مہذبانہ طریقے سے رکھیں۔ یہ نہیں

[The words expunged by the order of the Presiding Officer].

ہے کہ طنزیہ تو according to rule بھی نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جی۔ نیشنل اسمبلی کے خلاف جو remarks ہیں وہ حذف کر دیئے گئے ہیں۔

سید اقبال حیدر: Point of Order میں اپنی وہی درخواست دوبارہ پھر آپ کو پیش کرتا ہوں۔ آئین کے تحت ہر معزز رکن اس آئین کے مندرجات کا پابند ہے۔ اس آئین میں دیئے گئے system کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی کہنے کا مجاز نہیں ہے۔ ایسا کرنے والا آئین کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور آئین سے اپنے عہد کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اگر جمہوری نظام اور جمہوریت کی مذمت کی' آپ نے اس طرح اجازت دی تو نہ صرف آئین کی توہین ہو رہی ہے' نہ صرف اس House کی توہین ہو رہی ہے اور میں آپ سے ruling کی درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہ ruling دیں کہ جس انداز میں جمہوریت کا تمسخر اڑایا گیا ہے وہ جمہوریت جو آئین کے تحت دی گئی ہے نکات اور ان الفاظ کو یا تو حذف کریں یا واپس لیں یا آپ رولنگ دیں کہ آیا وہ صحیح ہیں یا permissible ہیں۔ Debate میں Law کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اور معزز رکن کو روکیں کہ اس طرح کہ غیر جمہوری' غیر آئینی رویہ اور الفاظ' اور جذبات کے اظہار کرنے پر مکمل پابندی لگائیں اور انہیں اگر جمہوریت پسند نہیں ہے تو ان کی موجودگی یہاں پر بالکل غیر ضروری ہے۔ ان کا اخلاقی فرض ہے کہ پہلے استعفیٰ دیں۔ اس system سے باہر نکلیں اور پھر اس system پر تنقید کرنے پر آپ حق بجانب ہو سکتے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا'

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں Ruling دیتا ہوں۔

جناب منظور احمد خان چگی: جناب والا! آپ Point of Order پر ruling نہیں دیں گے تو اس وقت تک قاعدے کے مطابق ہاؤس آگے نہیں جا سکتا ہے۔ آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہرہ ور سعید صاحب! آپ confine کریں گے law and order پر اور آئین کے باہر کوئی چیز نہیں ہو گی اور جو discuss کریں گے وہ Constitution کے اندر کریں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے اور خوشی ہوتی ہے کہ میرے بعض دوست میری تقریر سے بڑے مضطرب ہوتے ہیں، تڑپ اٹھتے ہیں، مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے، میں آئین سے باہر نہیں جاتا۔ میں آئین کا احترام کرتا ہوں لیکن میں اتنا یاد دلاؤں کہ وہی آئین تھا جو 1973ء میں نافذ کیا گیا اور چھ ماہ میں چھ ترامیم لائی گئیں اور اسے اڑا دیا گیا۔

جناب والا! آئین میں رائے کے اظہار میں ممانعت نہیں ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ جو طرز جمہوریت یہاں ہے، یہ صحیح نہیں ہے، تو مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں یہ کہوں۔ میرے دوست یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں، جو جمہوریت یہاں برطانیہ چھوڑ گیا ہے وہ صحیح ہے، ان کو بھی یہ کہنے کا حق حاصل ہے۔ تو جناب والا، میری گزارش یہ تھی کہ یہ جو طرز جمہوریت، انگریز یہاں چھوڑ کر گیا ہے، اس طرز جمہوریت کی یہی خاص pathern ہے، آئین نے اس بات کا تحفظ نہیں دیا کہ یہ اسی لائن پر چلے گی۔ This will be an Islamic democratic country. میں اس جمہوریت کو جو Westminister Abbey میں ہے، اس کو تسلیم نہیں کرتا، میں اس جمہوریت کو تسلیم کرتا ہوں جو میرے قرآن میں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ کی جمہوریت آئین میں موجود ہے۔ ہم اسے follow کر رہے ہیں اور follow کریں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں اس کا احترام کرتا ہوں۔ وہاں لفظ جمہوریت کی interpretation جیسے میرا ضمیر چاہتا ہے، کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے ملک میں وہ جمہوریت ہو، جو قرآن میں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Iqbal Haider on point of order.

Syed Iqbal Haider: Sir, this is a blatant repeated violation of the Constitution which I cannot allow. Please I beg of you that by naming that it is western democracy or the House of Commons democracy, it is a parliamentary form of democracy, the same democracy which is in England. Whether it is similar or not, it is the same democracy and the honourable Member is condemning that system which is guranteed under the Constitution and this is a matter of disgrace for the House that in this House, the Constitution is being ridiculed in this fashion. Sir, I take a very serious objection. I shall not sit unless it is guaranteed

that the honourable Member is stopped from ridiculing the Constitution, is stopped from ridiculing the democracy, is stopped from speaking against the verdict of the people of Pakistan, who have elected these Houses, and it is a matter of shame that on having been elected under the same system, the honourable Member is abusing and condemning the same system, Sir, repeatedly. I am sorry, I had to intervene and I will continue to intervene as long as the honourable Member will continue to ridicule our democracy and parliamentary form of democracy and the constitution.

— *(interruption)*

Mr. Presiding Officer: Remarks on disgrace to the House are expunged.

Syed Iqbal Haider: It is because they know that the parliamentary form of system is under the Constitution and in this House, it is being abused.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! میں جمہوریت کا احترام کرتا ہوں ' میں اس آئین کا احترام کرتا ہوں مگر وہ جمہوریت جسے میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح ہے ' اس جمہوریت کا نہیں جو میرے دوست سمجھتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جمہوریت وہ ہے جو اس کتاب میں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں اس پارلیمنٹ میں اپنی رائے کا اظہار کروں اور میرے خیال میں اس پاکستان میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو مجھے اپنی رائے کے اظہار سے منع کر سکے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں لیکن آئین کے اندر رہتے ہوئے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! جو جمہوریت اس آئین میں ہے وہ ٹھیک ہے۔ وہاں یہ ہے 'لیکن مجھے یہ حق حاصل ہے کہ انگریز نے جو دو چیزیں چھوڑی ہیں ' ان کے باعث میرے ملک میں فساد ہے۔ ان کی وجہ سے میرے ملک میں امن و امان نہیں

ہے۔ اس واسطے یہاں rule of law نہیں ہے۔ اس واسطے اس ملک میں افراتفری ہے یہ افراتفری کس نے پیدا کی ہے۔ یہ انہوں نے کی ہے Westminister Abbey کی جمہوریت کے قائل ہیں۔ جو خود تو اپنے محلات میں بیٹھ کر کیا کچھ نہیں کرتے غریب کے خون کے پیاسے دوسرے ممالک میں جا کر جمہوریت کے راگ لاپتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے پانچ منٹ اور ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں جناب یہ گزارش کر رہا ہوں ان لوگوں سے جو جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ نہ صرف بات کرتے ہیں بلکہ ان کو اسی قسم کی جمہوریت پر یقین ہے جس کے بارے میں Churchill نے کہا ہو، پنڈت نہرو نے کہا ہو یا کسی دوسرے لیڈر نے کہا ہو، مگر میں ایسی جمہوریت کا قائل نہیں ہوں۔ میں اس جمہوریت کا قائل ہوں جو میرے رسول اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے، میں اس کا قائل ہوں جو میرے قرآن میں ہے۔

جناب منظور احمد خان گگی Point of Order کیا یہ اس جمہوریت کے قائل ہیں جس کے بارے میں قائداعظم محمد علی جناح نے کہا تھا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جی ہاں میں اس کا قائل ہوں، انہوں نے کہا تھا کہ مسلمانوں کے رگ و پے میں جمہوریت بھری ہوئی ہے، انہوں نے کہا تھا کہ یہ Eastern لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کیا ہے۔ یہ جمہوریت کو نہیں سمجھتے ہیں اگر سمجھتے ہیں تو صرف مسلمان سمجھتے ہیں اور میرے جیسے fundamentalists بھی سمجھتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ جمہوریت پر بحث ختم کریں اور law and order پر بات کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! جب میں بات کرتا ہوں کہ یہ کیوں آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ آپ کی جب باری آئے گی تو آپ اس جمہوریت کو defend کیجئے، میں اس وقت آپ کو منع نہیں کروں گا لیکن مجھے آپ سے اختلاف ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ law and order پر جاری رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس ملک میں تخریب کاری کس نے شروع کی، یہ امن و امان کا جو مسئلہ پیدا ہوا ہے یہ اس تخریب کاری کی وجہ

سے پیدا ہوا ہے کس نے تخریب کار افغانستان سے اور باہر سے بھیجے، کس نے یہاں تخریب کاروں کو پناہ دی، کس نے یہاں کی جیلیں کھولی ہیں۔ کس نے لوگوں کی ٹانگوں پر بم باندھے، کس نے پکا قلعہ کے قتل عام کو جا کر شاباش کہا۔ کیا یہ جمہوریت ہے؟ تف ایسی جمہوریت پر لعنت ہے۔ جمہوریت تو وہ ہے جو میرے قرآن میں ہے۔ جناب والا، اس تخریب کاری کو روکنے کے لئے اس نقص امن کو روکنے کے لئے، میں تفصیل میں جاتا لیکن شاید آپ مجھے اتنا وقت نہیں دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں وقت کم ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: تو جناب میں اتنا عرض کروں گا کہ اس حکومت نے برسراقتدار آتے ہی کتنے بڑے بڑے مسائل حل کئے۔ اس تخریب کاری کے ہونے کے باوجود، میں ان لوگوں کا نام نہیں لوں گا جنہوں نے جہاز اغوا کئے اور وہ ڈاکو اور راہزن رہا کرائے جو اس ملک میں تخریب کاری کر رہے تھے۔ میں اس کا ذکر نہیں کروں گا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں جیل کے دروازے کھول دوں اور سارے بدمعاش اور تخریب کار رہا کروں۔ جناب والا، اس حکومت نے بارہویں ترمیم کر کے مسائل حل کیئے۔ یہ لوگ تو اس پر بھی چلاتے تھے۔ یہ لوگ تو اس پر بھی چلاتے ہیں کہ Reference کیوں ہوئے ہیں۔ یہ لوگ تو اس پر بھی چلاتے ہیں کہ ایسے کیوں ہو رہا ہے، Speedy Trial Courts کیوں قائم کی گئی ہیں اس پر Judges کیوں مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ لوگ تو جناب ہر اس اچھی چیز کو برا کہیں گے جو بہرہ ور سعید کے منہ سے نکلے گی اور جو وہ امن عامہ کے سلسلے میں کرے گا۔ لیکن جناب میں یہ کہوں گا کہ افسوس............

نہ تم بدلے نہ دل بدلا، نہ دل کی آرزو بدلی
میں کیسے اعتبار انقلاب آسماں کر لوں

جناب والا، میں خدا کے واسطے ان سے اپیل کرتا ہوں کہ جس ملک میں رہتے ہیں اس کو اپناؤ جب آپ اس ملک کو اپنائیں گے، اس ملک کے وفادار بنیں گے، accros the border نہیں جائیں گے۔ گاندھی کو بھائی نہیں کہو گے۔ گاندھی کی ماں کو بہن نہیں کہو گے، اور دشمن کو دشمن کہو اور اس ملک کو اپنا ملک سمجھو گے، تو تب ہی یہاں امن قائم ہو سکتا ہے لیکن اگر آپ ان کو لا کر یہاں بھائی بناتے ہیں۔ ان کو یہاں لا کر ان کے لئے پاکستانی ترانے کی

دھن تبدیل کر دیتے ہیں' اپنے ملک کی افواج کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں' Border cross کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور طعنے دیتے ہیں۔ جناب والا' یہ کام ایسے نہیں ہو گا میرے بھائیوں کو پاکستانی بننا پڑے گا۔ میری باتیں ان کو سننا پڑیں گی۔ میں اس ہاؤس میں اس واسطے آیا ہوں کہ میں یہ کہوں کہ شریعت ایکٹ پاس ہو گیا ہے۔

سید اقبال حیدر : speech law and order پر ہو رہی ہے یا تمام مسائل پر' الگ بات کر لیں ہم ان کو ایک ایک نکتے پر ثابت کریں گے کہ یہ اس ملک کے ساتھ کتنی بڑی غداریاں کرتے رہے' چالیس سال تک کون کون اقتدار پر قابض رہا' کن کن آمروں کے یہ لوگ پرور دہ رہے ہیں' کس طرح میرے ملک کو دولخت کرنے والے کون تھے؟ اور اس ملک کو دہشت گردوں کی آماجگاہ بنانے والے کون ہیں یہ بے بنیاد الزامات بند کریں۔ اگر بات کرنی ہے تو آپ law and order پر بات، کریں اور اگر الزام تراشی کی بات کرنی ہے تو پھر آ جائیں ہم ایک ایک الزام کے اوپر بات کریں گے کسی سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ کون ہے غداروں کا وہ جس نے کہ پاکستان کو Front line state بنایا وہ جس نے کہ یہاں پر ہیروئن پروردوں کو حکومت میں شامل کیا وہ جس نے بارہ سال تک ہر ادارے کو تباہ کیا اور جس کے ساتھ یہ حواری بنے بیٹھے رہے' آمریت کے پرور دہ اس کو مضبوط بناتے رہے اور مارشل لاء سے مراعات حاصل کرتے رہے اور الزامات لگاتے ہیں جمہوریت پسندوں پر' law and order پر تقریر ہے یہ کس بات پر تقریر ہے جناب چیئرمین!

I strongly protest that this is not a law and order speech. This is being used for character assassination and for ridiculing the Constitution, ridiculing the democracy and democratic forces and in portest I leave this House.

(at this stage the honourable member walked out)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جذباتی نہیں ہونا چاہئے............جی

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! اگر یہ تشریف لے جاتے ہیں تو ان کو پشتو۔ مجھے کوئی پروا نہیں ہے جناب! یہ ملک ان کے لئے حاصل کیا گیا تھا جو اس کا وفادار ہو۔

(قطع کلامی)

حافظ حسین احمد :   Point of Order   جناب چیئرمین صاحب! ہم اس ملک کے اندرونی حالات ٹھیک کرنا چاہتے ہیں امن وامان بحال کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں تو اس ایوان کا امن وامان خراب ہو رہا ہے۔ ذرا آپ صورتحال control کریں جی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید :   جناب عالیٰ میں گزارشات پیش کر رہا ہوں غصہ تو لوگ اس طرف سے ہو رہے ہیں کیونکہ داڑھی میں وہ کیا ہوتا ہے تنکا منکا ہوتا ہے............

جناب پریذائیڈنگ آفیسر :   windup کریں آپ جناب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید :   لیکن میں نے تو ان کو نہیں کہا، میں نے کہا جناب کہ اس حکومت نے آ کر جو اقدامات کئے ہیں مثلاً غیر قانونی اسلحہ کا ایکٹ ہے جو آئے گا اور انشاء اللہ پاس ہو گا اسلحے کے control پر، یہ کیوں چلاتے ہیں؟ ان کے دل میں کچھ ہے اس لئے یہ چلاتے ہیں کہ اسلحہ پر کنٹرول نہ ہو۔ کیوں یہ چلاتے ہیں بارہویں ترمیم نہ ہو ہر وقت اس پہ وہ شور کرتے ہیں اس لئے کہ اس بارہویں ترمیم سے ملک میں کافی امن وامان قائم ہو گیا، کیوں یہ چلاتے ہیں کہ speedy trial نہ ہو۔ اس واسطے کہ وہ لوگ جو پکڑے جاتے ہیں ان کو بلایا جاتا ہے اور ان سے قتل وغارت کروائی جاتی ہے تو ان کو وہ سزا مل جاتی ہے ان کو وہ مہلت نہیں ملتی جس سے وہ جا کر ان کی پشت پناہی کریں۔

جناب والا! اس ملک میں امن وامان کا مسئلہ ان لوگوں کا پیدا کردہ ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس ملک کے حکمران ہیں۔ وہ حکمرانی کی حقدار ہیں کہ وہ حکمرانی کریں گے۔ اس حکمرانی کی خاطر ملک کو دو ٹکڑے کر دیا گیا، اس حکمرانی کی خاطر اب اس ملک کو چار ٹکڑے کیا جا رہا ہے، اس حکمرانی کی خاطر اس ملک کی قسمت سے کھلا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ اگر جتنا چلائیں، چلائیں لیکن میں نکھٹو کو نکھٹو کہوں گا۔ میں تو پاکستان کی جیتی جاگتی تاریخ ہوں مجھے تو سب کچھ پتہ ہے مجھے تو وہ بھی پتہ ہے ادھر ہم ادھر تم، وہ بھی مجھے پتہ ہے مجھے تو وہ بھی پتہ ہے......

سردار بشیر احمد خان ترین :   جناب والا! کورم نہیں ہے! قطع کلامی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر :   گھنٹی بجا دی۔ (کورم) کے لئے گھنٹی بجائی گئیں۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u>: کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے کل صبح دس بجے تک کے لئے اجلاس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ (اجلاس ملتوی ہوا)

[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Monday November 18, 1991].

PCPPI--73(96) NA—23-9-96—180.